ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۸ر شوال ۱۳۸۷ھ

۱۹ر جنوری ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

درس حدیث شریف

چند انمول نصائح

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
مرتبہ: محمود احمد عارف

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من یاخذ عنی ھٰؤلاء الکلمات فیعمل بھن او یعلم من یعمل بھن۔ قلت انا یا رسول اللہ فاخذ بیدی فعد خمسا۔ فقال اتق المحارم تکن اعبد الناس وارض بما قسم اللہ لک تکن اغنی الناس۔ و احسن الی جارک تکن مومنا۔ و احب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما۔ ولا تکثر الضحک فان کثرت الضحک تمیت القلب۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو مجھ سے یہ باتیں سیکھے۔ ان پر خود عمل کرے یا ایسے شخص کو بتائے جو ان پر عمل کرے۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں! اس پر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گن کر بتائیں۔

ارشاد فرمایا: ۱۔ اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اُن سے بچتے رہو۔ تم سب سے زیادہ خدا کے عبادت گذار بندے بن جاؤ گے۔

۲۔ جو اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے مقسوم فرمایا ہے اس پر راضی رہو۔ تو تم سب سے بے نیاز تر آدمی بن جاؤ گے۔

۳۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ تم کامل الایمان بندے بن جاؤ گے۔

۴۔ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہ دوسروں کے لئے پسند کرو تو کامل مسلمان بن جاؤ گے۔

۵۔ اور زیادہ ہنسی (ٹھٹھا) نہ اختیار کرو کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ بنا دیتی ہے۔

تشریح:۔ بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی خود نہیں کر سکتا۔ مثلاً یہ معلوم ہے کہ غریبوں کی امداد کرنی چاہئے۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے لیکن طاقت نہیں، دولت نہیں۔ ایسی صورت میں آدمی خود تو غریبوں کی امداد، حج وغیرہ سے قاصر ہوتا ہے مگر دوسروں کو بتلا سکتا ہے دوسرے اس کے علم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خود عمل کرے یا ایسے لوگوں کو بتلا دے جو عمل کر سکیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ــــ! تو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں بتلائیں:۔

۱۔ اتق المحارم تکن اعبد الناس۔ اللہ تعالےٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان سے بچتے رہو تو تم سب سے زیادہ عبادت گذار بندے بن جاؤ گے۔

اللہ تعالےٰ نے شراب پینے، رشوت کھانے، چغلخوری اور غیبت وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح نماز نہ پڑھنے، روزہ نہ رکھنے، اور حج زکوٰۃ وغیرہ نہ ادا کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ گویا بعض چیزوں کا کرنا حرام ہے اور بعض کا نہ کرنا حرام ہے۔ اس لئے دونوں طرح کے حرام کاموں سے بچنا لازم ہے۔ یعنی شراب، غیبت اور رشوت وغیرہ سے اجتناب لازم ہے کیونکہ شراب پینا، رشوت کھانا حرام ہے اور نماز، روزہ وغیرہ کی پابندی فرض ہے کیونکہ نماز نہ پڑھنا اور روزہ نہ رکھنا حرام ہے۔

ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک دفعہ خشک سالی ہوئی۔ لوگوں نے بارش کے لئے بہت دعائیں کیں، نماز استسقاء بھی پڑھی مگر بارش نہ ہوئی۔ لوگ خشک سالی سے بہت پریشان تھے۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں مسجد نبویؐ میں بیٹھا تھا۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک شخص نے آہستہ آہستہ یہ دعا مانگی کہ "اے اللہ! اہل مدینہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں تجھ سے وہ بھی دعا کر رہے ہیں میں بھی تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو رحمت کی بارش برسا دے۔" وہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ دعا مانگنے والا شخص ابھی اپنے معمولات سے فارغ ہو کر مسجد نبویؐ سے باہر بھی نہ نکلا تھا، کہ بارش شروع ہو گئی۔ انہیں اس طرح کی دعا اور اتنی جلدی بارش آنے سے بہت تعجب ہوا اور یہ اس کی تاک میں رہنے لگے کہ یہ اللہ کا مقرب اور محبوب بندہ کون ہے جس کی بات اللہ تعالےٰ نے فوراً پوری کر دی۔

خیر بارش جو شروع ہوئی تو جھڑی لگ گئی۔ حتیٰ کہ اہل مدینہ پھر خدا تعالےٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے کہ اے اللہ! بارش روک دے۔ وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس شخص کو مسجد نبویؐ میں یوں دعا مانگتے دیکھا۔ کہ خداوندا! اہل مدینہ بارش کی کثرت سے تنگ آ گئے ہیں تو اپنے فضل سے بارش موقوف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایسا ہی کیا یعنی بارش تھم گئی۔ اس صاحب کو دعا مانگنے والے سے بہت عقیدت ہو گئی۔ ایک دن ان کے گھر گئے۔ انہوں نے دریافت فرمایا۔ کہ کیسے آئے ہو؟ کہا آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ میں نے دو دفعہ آپ کو دیکھا ہے۔ آپ نے دو دعائیں کیں جنہیں اللہ نے فوراً قبول کیا۔ میرے لئے بھی دعا کریں۔ تو اس بزرگ نے یہی نسخہ بتلایا جو اس حدیث شریف میں بیان ہوا ہے کہ جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اُن سے رُک جا تو تو اللہ کا سب سے زیادہ عبادت گذار بندہ بن جائے گا۔ اور فرمانے لگے کہ اللہ نے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۱۸ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹ر جنوری ۱۹۶۸ء | شمارہ ۳۷

اپنے اندر روحِ عربیؐ کو بیدار کیجئے

ناظمِ اعلیٰ اوقاف جناب محمد مسعود صاحب سی، ایس، پی نے شاہی مسجد لاہور کے ایوانِ تبرکات کی افتتاحی تقریب کے موقع پر لاہور کے معزز شہریوں، حکام اور نمائندگانِ پریس سے خطاب کرتے ہوئے شاہی مسجد کو مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کا نقیب اور اسلامی ثقافت کا اعلیٰ نمونہ قرار دیا اور فرمایا کہ اس کی تعمیر اور اس کے نقش و نگار میں ہماری تاریخ کا حسن جھلملا رہا ہے اور اس کے جھروکوں سے ہمارے شاندار اور قابلِ فخر ماضی کے افسانے صاف سنائی دے رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہم ایوانِ تبرکات کی تزئینِ نو جس کا تمامتر سہرا احسان الحق منہاس پی، سی، ایس ناظمِ مساجد کے سر ہے کا مشاہدہ کرنے اور تبرکات کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں لیکن ان مقدس تبرکات اور شاہی مسجد کے عظیم ورثہ کے پیچھے جو روحِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہے۔ ہم سب کو اُسے بھی کسی حال میں فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ ان سب چیزوں کا تقدس اور ان کی عظمت اس لئے ہے کہ ان کی پشت پہ ایک عدیم المثال تاریخ ہے۔ ہمارے اسلاف کے کارہائے نمایاں کی منہ بولتی اور جیتی جاگتی داستانِ سعی و عمل ہے۔ اور سب سے بڑھ کر وہ روح ہے جس کی عکاسی یہ تبرکات اور شاہی مسجد کے مرقع حسن و جمال در و دیوار اور نادرۂ روزگار عمارت کر رہی ہے۔

ہمیں اس موقع پر جب کہ ہم نے اپنی آنکھوں کو شاہی مسجد کی دیواروں اور اس کی عمارت میں پھیلے ہوئے حسنِ دلآویز سے منور کیا ہے اور ان تبرکات کی زیارت سے قلب و نظر میں تازگی محسوس کی ہے اُس مقدس روح کو بھی ضرور خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہیئے جس نے ان کو یہ برکت اور تقدس عطا کیا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس روح کو اپنے اندر جاری و ساری کرنے کا عہد کرنا چاہیئے اور اپنی حقیقی منزل کی طرف پیش قدمی کا نیا جوش و ولولہ اور عزم و حوصلہ لے کر یہاں سے لوٹنا چاہیئے —— اس روح سے میری مراد —— روحِ ایمان و اعتقاد ہے۔ روحِ عمل اور روحِ جہاد ہے اور اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کا مصمم ارادہ اور یقین محکم ہے۔

انہوں نے شاہی مسجد اور اس میں سجے ہوئے تبرکات کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ تبرکات شاہی مسجد کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بہت عرصہ بعد یہاں لا کر رکھے گئے اور مسجد پہلے سے موجود تھی۔ پھر اتنی بڑی مسجد اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اُس وقت لاہور میں تین چار لاکھ مسلمان ضرور آباد تھے جن کے لئے اتنی بڑی مسجد تعمیر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اتنے کلمہ گو اس کفرزارِ لاہور میں کیونکر نظر آتے، وہ کن مردانِ کار اور قدسی صفات مجاہدوں کی جد و جہد اور کوشش پیہم کی بدولت ایمان و اسلام سے مشرف ہوئے اور اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر اور تبرکات کی کشش کا باعث بنے یہ سب امور اسی روحِ ایمان و عمل اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی کرشمہ کاریاں ہیں اور جس کو اپنے اندر پیدا کرنا وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔

ہمارے خیال میں ناظمِ اعلیٰ اوقاف مغربی پاکستان نے اپنی تقریر میں ایک بہت بڑی حقیقت کو چند الفاظ میں سمو کر رکھ دیا ہے۔ اور فی الواقعہ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے اندر روحِ عربیؐ کو بیدا کریں۔ اس سے قطع نظر کہ شاہی مسجد کے ایوان تبرکات میں رکھے گئے تبرکات کی جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگانِ دین سے منسوب کیا گیا ہے (جن کی تفصیل آپ آئندہ شمارے میں جناب احسان الحق صاحب منہاس کے پیش کردہ سپاس نامہ میں ملاحظہ فرمائیں گے) شرعی حیثیت کیا ہے۔ ہمیں ضرور یہ دیکھنا ہوگا کہ ان تبرکات کو یہ مجد و شرف کس وجہ سے حاصل ہوا؟ موئے مبارک کے علاوہ دیکھنے میں اکثر تبرکات کپڑے کے چند ٹکڑے ہیں۔ جنہیں اس دور میں پہننے کے کام میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ لیکن وہ چونکہ اُن اجسادِ مبارکہ و مقدسہ سے مس ہوئے بیان کئے جاتے ہیں جن کی ساری زندگیاں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے اور اعلاءِ کلمۃ الحق بلند کرتے ہوئے گذریں اور جن کا ہر ہر قدم، ہر ہر سانس اور زندگی کی ہر ہر حرکت عنداللہ منظور و مقبول اور محبوب تھی۔ اس لئے یہ کپڑے کے ٹکڑے اور تبرکات بھی عوام و خواص کے لئے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ یہ تبرکات اپنی ذات میں مقدس و محترم نہیں بلکہ ان وجوداتِ پاکیزہ و اطہر کی وجہ سے محترم و مقدس ہیں جو اللہ رب العزت کو محبوب تھے۔ پس ان کی صحیح قدر و منزلت یہ ہے کہ ہم ان کے احترام کے ساتھ ساتھ ان بزرگوں کی زندگیوں کو بھی مشعلِ راہ اور نمونۂ عمل بنائیں جن کے یہ تبرکات ہیں۔ مزید برآں قرآن و حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے اور یقینی تبرکات ہیں جن میں کسی قسم کا شک و شبہ بھی ایمان کے فقدان کی علامت ہے اس لئے ہمیں ان تبرکات کو ہر حال میں حرزِ جاں بنانا چاہیئے۔ اور ان کی روشنی میں زندگی کی راہ طے کرنی چاہیئے۔ باقی تبرکات میں تو شک و شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیا فی الواقعہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہیں یا نہیں لیکن قرآن و حدیث کے بارے میں تو کوئی شک و شبہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ جیسا کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ میں لکھا تھا کہ اس وقت دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تبرک بھی سوائے قرآن و حدیث کے موجود نہیں۔ کیونکہ جس کے پاس جو تبرک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی صـ۱۳ پر)



۴ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ مطابق ۵ر جنوری ۱۹۶۸ء

رمضان کے مہینہ کے بعد نماز اور ذکر اللہ کو ترک نہ کریں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ: خالد سلیم ایم - اے

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

سب سے پہلے مَیں اللہ تعالےٰ کے احسانات کا شکر ادا کیا کرتا ہوں - اللہ تعالےٰ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ہم کو اشرف المخلوقات بنا کر دولتِ ایمان سے نوازا اور اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہر موسم کے لحاظ سے ہزاروں نعمتیں عطا کی ہیں - گرمیوں میں گرمی سے بچنے کے لئے اور سردیوں میں سردی سے محفوظ رہنے کے لئے ہر طرح کی آرام و آسائش کی چیزیں عطا فرمائی ہیں - آپ ذکر، شکر اور دعا سے اللہ تعالےٰ کو یاد رکھیں اللہ تعالےٰ بھی آپ کو ہر حال میں یاد رکھے گا۔ اور آپ پر مزید انعامات کی بارش برسائے گا۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں آپ نے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے روزے رکھے اور رات کو تراویح میں قرآن مجید کو سنا - یہ قرآن مجید اور روزے قیامت کے دن آپ کی نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ اور جن لوگوں نے اس مبارک مہینہ کی قدر نہ کی اور وہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتے رہے اور روزے نہ رکھے تو یہ مہینہ ان کے لئے وبالِ جان ہو گا۔ اور وہ قبر اور آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین!

محترم حضرات! صرف نماز، روزہ اور تراویح پڑھ کر آپ کی ذمہ داری ختم نہیں ہو گئی بلکہ آپ پر فرض ہے کہ جس طرح آپ نے اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے حلال چیزوں کو ترک کر دیا - اسی طرح آپ اب باقی گیارہ مہینوں میں حرام چیزوں اور کاموں کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے ہمیشہ بچتے رہیں اور بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑاتے رہیں اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق فرمائے اور ہماری نمازوں، روزوں اور دعاؤں کو قبول فرما کر ہماری نجات کا ذریعہ بنائے - اللہ تعالےٰ رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں سے ہم کو کبھی محروم نہ کرے - (آمین)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ اور علمائے ربانیینؒ کے ذریعے سے ہم تک قرآن و حدیث کا علم پہنچا ہے - ہمارا فرض ہے کہ علمِ دین کو سیکھیں اور دوسروں تک اس کو پہنچائیں - یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جو بوئیں گے وہی آخرت میں کاٹیں گے اگر اس چند روزہ زندگی کو اللہ تعالےٰ کے ذکر، عبادت اور نیک کاموں میں گذاریں گے تو آخرت میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جنت الفردوس عطا ہو گی - لیکن اس کے برعکس اگر اس دنیا میں گناہوں میں مبتلا رہے تو نہ دنیا میں سکون و اطمینان نصیب ہو گا اور نہ ہی آخرت میں چین ملے گا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان اللہ تعالےٰ کے فضل سے نصیب ہوتا ہے اور اللہ کے فضل ہی سے باقی رہتا ہے - مَیں نے بڑے بڑے علماء کے ایمان بھسم ہوتے دیکھے ہیں وہ اپنے علم پر غرور اور گھمنڈ کرتے تھے - اس لئے آپ ہر وقت گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں - یہ نہ ہو کہ کہیں کسی شامتِ عمل کی وجہ سے نیکی کی توفیق سے محروم ہو جائیں -

کتنے آپ کے دوست اور ساتھی نمازی تھے، نیک تھے، ذاکر تھے اور رمضان میں پکے نمازی بن گئے تھے لیکن اب نہیں ہیں - اللہ تعالےٰ ہم سب کو تا حیات اپنی عبادت اور ذکر کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمانِ کامل پر فرمائے - آمین!

بقیہ: اداریہ

کا تھا وہ اسے ذخیرۂ آخرت اور عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ سمجھ کر قبر ہی میں ساتھ لے گیا ہے — پس تبرکات کی صحیح معنوں میں پذیرائی یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے کتاب و سنت کی تعلیمات کو اپنائیں اور انہیں کو لائحۂ عمل اور دستورِ حیات بنائیں اور اپنے اندر روحِ عربی کو بیدار کریں -

---

؎ اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

اس دَور میں جب کہ پہلے ہی قحط الرّجال ہے اور علماء ربّانی ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے کس قدر افسوس اور حرماں نصیبی کا مقام ہے کہ بچے کھچے صالحین کے قافلے بھی بہت ہی سرعت کے ساتھ آخرت کی طرف جا رہے ہیں اور مردانِ کار اور علم کے پہاڑ ایک ایک کر کے اٹھتے چلے جا رہے ہیں ؎

ضرورت جتنی جتنی بڑھ رہی ہے صبح روشن کی
اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

ابھی ابھی چند دن ہوئے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے حرمین شریفین کی زیارت کے جاتے ہوئے

(باقی صـ۱۷ پر)



۱۱ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۶۷ء

تقویٰ شعاری

انسانی زندگی اور معاشرے کی ہر قسم کی خرابیوں اور برائیوں کا علاج ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :—
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ہ

ترجمہ : اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

بزرگانِ محترم ! اللہ سے ڈرنے اور پرہیزگاری اختیار کرنے کا حکم قرآن عزیز میں بار بار اور کئی مقامات پر آیا ہے مسلمانوں کو بار بار یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ہر کام کرتے وقت اللہ سے خوف کھاؤ اس کا ڈر دل میں رکھو، پرہیزگاری کو شعار بناؤ، تقوےٰ کی زندگی بسر کرو، بری عادتوں اور بری باتوں سے بچو، گناہ، بدی اور شیطنت سے نفرت کرو۔ اور غور کیا جائے تو مذکورہ ہدایات اور اس قسم کے تمام احکام صرف ایک جملہ "اِتَّقُوا اللّٰہَ" کے تحت آ جاتے ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کی زندگی کے ہر شعبے میں 'تقویٰ' کو انتہائی اہمیت حاصل ہے اور بدقسمتی سے یہی اہم عنصر ہمارے معاشرے سے یکسر رخصت ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ اگر مسلمان کے قول و فعل اور زندگی کے ہر شعبے میں 'تقویٰ' کی مکمل فرمانروائی نہ ہو تو اس کا اسلام مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور درحقیقت دیکھا جائے تو 'تقوےٰ' ہی انسان کو اعتدال سکھاتا، نیکوکاری کی طرف رغبت دلاتا اور بدکاری سے دور کرتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صرف ایک سورۂ بقرہ ہی میں اللہ ربّ العزت نے 'تقوےٰ' کو حکمِ عبادت کے بعد، بنی اسرائیل کے تذکرے کے بعد، اخلاقی اصولوں کے ذکر کے بعد، حکمِ قصاص کے بعد، وصیّت کے حکم کے بعد، روزے کے حکم کے بعد ہر جگہ مختلف شکلوں میں مقصود و مطلوب ٹھہرایا ہے۔ اس کے علاوہ آپ سارے قرآن پاک میں جہاں کہیں غور کریں — یہ بات واضح طور پر سامنے آئے گی کہ خواہ حلال و حرام کا ذکر ہو رہا ہو یا نکاح و طلاق کے مسائل سے بحث ہو، وصیّت اور ورثہ کی تقسیم پر گفتگو ہو، یتیم و مسکین کے مال و دولت کے قوانین بتائے جا رہے ہوں، باہمی معاشرت اور میل جول کے اصول واضح کئے جا رہے ہوں یا جہاد و قتال کے امور پر روشنی ڈالی جا رہی ہو۔ ہر جگہ "تقویٰ" کا سبق ان کے ساتھ ضرور ہوگا اور اس کی اہمیت لازماً بیان ہو گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان خواہشات کا پتلا، نفس و جذبات کا غلام اور احساسات کا خادم ہوتا ہے اور ہر کام کرتے ہوئے انہیں کے زیرِ اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اعتدال کا دامن اُس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور انصاف پہ قائم رہنے کی بجائے اُس سے بے انصافی ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ دیکھا یہی گیا ہے کہ جہاں انسان کے ہاتھ سے اعتدال و احتیاط کا دامن چھوٹ جائے وہ ظلم، بے انصافی، حق تلفی اور زیادتی کی طرف چلا جاتا ہے اور یہ تمام چیزیں ایک مسلمان کی شان سے انتہائی فروتر اور بعید ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ایک مسلمان خواہ وہ زندگی کے کسی شعبے اور میدان میں سرگرمِ عمل ہو اعتدال و احتیاط سے کام لے اور کسی صورت میں بھی دامنِ اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ چنانچہ اعتدال پہ قائم رکھنے کے لئے اُسے یہ سبق سکھلایا جاتا ہے کہ وہ ہر گھڑی، ہر آن اور ہر مقام پہ اللہ تعالےٰ کی ہستی، اس کے احکام اور اُس کے حضور حاضری کو پیشِ نظر رکھے اور پوری طرح سمجھ لے کہ دنیوی مال و متاع اور عزت و شہرت یہ سب عارضی چیزیں ہیں اصل چیز اللہ تعالےٰ کے ہاں کامیابی ہے۔ اس لئے انصاف پسندی اور تقویٰ شعاری سے اگر عارضی نقصان ہوتا ہے تو اسے ہنسی خوشی برداشت کر لینا چاہیے کیونکہ بالآخر اللہ تعالےٰ کی امداد اور اس کے انعام و اکرام کے مستحق صرف متّقین اور پرہیزگار لوگ ہی ہیں۔ اور ظاہر ہے جسے اللہ تعالےٰ کی حمایت اور رحمت نصیب ہو جائے اُس سے زیادہ کامیاب و بامراد کون ہو سکتا ہے ؟

متّقین کی صفات و خصوصیات اور ان پر اجر

قولہ تعالیٰ :- ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ہ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ج وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ہ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ ق وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ہ

ترجمہ : پرہیزگاروں کے واسطے ہدایت ہے جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اُس پر جو تیری طرف اتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ متقی، ہدایت یافتہ اور کامیاب و بامراد لوگ وہ ہیں (۱) جن کا اعتقاد اس مادی دنیا کے علاوہ عالم غیب پر ہوتا ہے (۲) جو اللہ سے اپنا تعلق عملی طور پر ظاہر کرنے کے لئے نماز قائم کرتے ہیں۔ (۳) اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (۴) رسولِ پاکؐ کو بہترین ہادی اور قرآن کریم کو اللہ کا کلام اور دستورِ حیات مانتے ہیں (۵) قرآن کریم سے پہلے آئی ہوئی سماوی کتابوں اور ہدایتوں کو بھی مانتے ہیں (۶) جزا اور سزا کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ غرض مذکورہ بالا اوصاف رکھنے والے لوگ ہی اپنے رب کی حقیقی ہدایت پر ہیں، اور یہی لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب و بامراد ہوں گے۔

دوسری جگہ سورۂ آل عمران میں پرہیزگاروں کی صفات اور ان کے اجر کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۪ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۪ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ (پ ۴۔ س آل عمران آیت ۱۳۴ تا ۱۳۶)

ترجمہ: جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کئے جاتے ہیں اور غصہ دبا لیتے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جب کچھ گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کر لیں تو اللہ کو یاد کر لیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اور اللہ کے سوا گناہ بخشنے والا کون ہے۔ اور وہ اپنے کئے پر اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں۔ انہیں لوگوں کی جزا ہے۔ ان کے رب سے بخشش اور باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور (نیک) کام کرنے والوں کا کتنا اچھا اجر ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ پرہیزگاروں اور متقین کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:-

۱۔ خوشی ہو یا غمی وہ ہر حال میں اپنا مال اور اپنی قوت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور تنگدستی میں بھی اپنا ہاتھ ہرگز نہیں روکتے۔

۲۔ وہ غصہ کو پی جاتے ہیں۔ غصہ سے مغلوب ہو کر وہ نازیبا حرکات نہیں کرتے اور نہ ہی منہ سے واہی تباہی بکتے ہیں۔

۳۔ وہ خطاکاروں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں۔ اور عفو و کرم کے پیکر ہوتے ہیں۔

۴۔ احسان کرنا ان کی فطرت میں داخل ہوتا ہے کیونکہ محسنین اللہ کو یقیناً پسندیدہ ہوتے ہیں۔

۵۔ اگر ان سے نادانستہ کوئی برائی سرزد ہو جائے یا کوئی کوتاہی کر بیٹھیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور اس سے مغفرت و بخشش چاہتے ہیں۔

۶۔ بھولے سے یا انجان پنے میں ان سے کوئی غلطی یا زیادتی ہو جائے تو اس پر اصرار نہیں کرتے بلکہ فوراً اپنی غلطی کو تسلیم کر لیتے ہیں۔

غرض یہ ہیں تقوےٰ شعار لوگوں کے اوصاف جو ان آیات میں بیان ہوئے اور ان لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے لئے اجر یہ ہے کہ اُن کے لئے اُن کے رب کی طرف سے مغفرت ہے، درگذر ہے اور عفو و کرم کا بحر بے پایاں ہے۔ ان کے لئے ہمیشگی کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جنّت اور اس کی ابدی نعمتیں ان ہی لوگوں کو حاصل ہوں گی۔

تقوےٰ کی تشریح

"غنیۃ الطالبین" میں حضرت پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ تقوےٰ کے معنی اور متقی کی حقیقت کے متعلق علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پورا تقوےٰ اللہ تعالےٰ کے اس قول میں ہے:- ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ۝

بلاشبہ اللہ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا اور قرابتداروں کو دینے کا اور ممانعت فرماتا ہے بے حیائی کی، نامعقول بات کی اور حد سے تجاوز کرنے کی (یعنی ظلم و زیادتی کرنے کی) وہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ تم مانو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا۔ کہ "تقوےٰ" کیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ "کبھی کانٹے دار راستے میں آپ نے سفر کیا ہے؟" فرمایا "ہاں" تو کہا جیسے وہاں کپڑوں کو اور جسم کو کانٹوں سے بچاتے ہو ایسے ہی گناہوں سے بال بال بچنے کا نام "تقوےٰ" ہے۔

ابو تراب رح نے فرمایا۔ منزلِ تقوےٰ سے پہلے پانچ گھاٹیاں ہیں جو ان کو عبور نہیں کرتا وہ منزلِ تقوےٰ کو نہیں پا سکتا (۱) نعمت پر فقر کو ترجیح (۲) بقدر بسر اوقات روزی کو زیادہ پر ترجیح (۳) ذلت کو عزت پر ترجیح (۴) رنج کو راحت پر ترجیح (۵) موت کو زندگی پر ترجیح۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کو مدینہ کے کسی فقیہ نے لکھا تھا کہ تقوےٰ والوں کی چند علامتیں ہیں جن سے ان کی شناخت ہوتی ہے اور وہ ہیں (۱) مصیبت پر صبر (۲) حکم الٰہی پر رضا (۳) نعمتوں پر شکر (۴) قرآنی احکام کی فرمانبرداری۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غفلتوں سے دل کو محفوظ رکھنا، خواہشات سے نفس کو باز رکھنا، لذتوں سے حلق کو بچانا اور بُری باتوں سے اعضاءِ جسم کو الگ رکھنا تقوےٰ ہے اور اُس وقت امید ہے کہ زمین و آسمان کے مالک تک تیری رسائی ہو جائے گی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقوےٰ کی اصل ہے شرک سے بچنا، پھر نافرمانیوں اور گناہوں سے بچنا، پھر ایسی چیزوں سے بچنا جن کا حلال اور حرام ہونا واضح نہ ہو پھر تمام بیکار باتوں کو چھوڑ دینا۔

نصر آبادی رح فرماتے ہیں تقوےٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا بندہ ہر ایک سے اجتناب کرے۔ نیز تقوےٰ کا پابند دنیا سے جدا ہو جانے کا خواہش مند ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولدار الاخرۃ خیر للذین یتقون۔ بلاشبہ دارِ آخرت تقویٰ والوں کے لئے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

صلحاء امت کے عملی کارنامے

جامع شریعت وطریقت وقار العلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد پسروری مدظلہ

(۲)

۴۱۔ فقیہ الحرم، ملک القراء، حافظ الحدیث ابو خالد بن جریج رومی مکی مکہ معظمہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہو کر ذی الحجہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ ۱۸ برس دینی علوم حاصل کرنے پر صرف کئے۔ صائم الدھر تھے۔ ان کی اہلیہ بھی بہت عبادت گزار تھیں۔ یہ بہت زیادہ سخی تھے معمولی سائل کو بھی دینار دے دیتے تھے۔ ص ۱۶۹

۴۲۔ شیخ الاسلام عبدالرحمن بن عمرو الامام الاوزاعیؒ ۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ نہایت ہی غریب خاندان کے چشم وچراغ تھے اور یتیم ہونے کی وجہ سے والدہ محترمہ کی گود میں پرورش پائی۔ ان کا وعظ بہت مؤثر ہوا کرتا تھا۔ یتیمانہ پرورش کے باوجود پیدائشی طور پر نہایت ہی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ راتوں میں کثرت سے نوافل اور تلاوت قرآن مجید فرمایا کرتے تھے۔ زیادہ روزے رکھنے کی وجہ سے بینائی برائے نام رہ گئی تھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نہایت بے خوف اور بے طمع تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرات صحابہ کرام پانچ اصولوں کے سختی سے پابند تھے۔ (۱) انفرادی زندگی سے نفرت اور منظم ہو کر اجتماعی زندگی سے محبت (۲) سنت نبوی پر عمل کرنا (۳) علم وعمل کے ذریعہ مساجد کو آباد کرنا (۴) تلاوت قرآن کریم کثرت سے کرنا۔ (۵) پیاسے آدمی کے پانی کے لئے بیتاب ہونے کی طرح جہاد کے لئے بے تاب ہونا۔ ان اصولوں پر صحابہ کرامؓ نہایت سختی سے پابند تھے اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ بدعتی تقوے کے نور سے محروم رہتا ہے۔

حق کے اظہار میں موت سے بھی نہیں گھبراتے تھے۔ ایک دفعہ کا اپنا واقعہ خود بیان کیا کہ عبداللہ بن علی خلیفہ سفاح عباسی کا چچا جب شام کے ملک میں پہنچ کر بنی امیہ کے امراء کے قتل سے فارغ ہوا تو ایک دن اپنا دربار لگایا اور مسلح افواج اطراف واکناف میں کھڑی کر دیں اور بڑا رعب وہیبت کا منظر بنا کر بیٹھا اور مجھے بلوایا۔ اور مجھ سے پوچھا کہ بنی امیہ کے قتل کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے اور ان کے درمیان کچھ عہد وپیمان تھا مناسب تھا کہ وہ پورا ہوتا۔ امیر یہ سن کر بڑا مشتعل ہوا اور کہا کہ ان کے اور ہمارے درمیان کوئی عہد نہیں تھا۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ مجھے امیر کی آواز میں موت کی بو آنے لگی تھی لیکن میں نے بے خوف ہو کر کہا کہ ان کا قتل تیرے لئے حرام تھا اس لئے کہ حدیث شریف میں تین صورتوں کے علاوہ کسی بھی صورت میں کسی مسلمان کے قتل کو حرام کہا گیا ہے (۱) کوئی مرتد ہو جائے (۲) بلا وجہ کسی کو قتل کر دے۔ (۳) شادی کے بعد زنا کرے — ان صورتوں کے علاوہ مسلمان کا قتل حرام ہے۔ فرماتے ہیں۔ امیر یہ سن کر بہت غضبناک ہوا اور مجھے اپنی موت کا یقین ہو گیا لیکن اس نے مجھے دربار سے نکلوا دیا۔ جب میں نکلا تو پھر پیچھے سے ایک فوجی بھاگتا ہوا آیا۔ میں سمجھا شاید یہ میرے قتل کے لئے آیا ہے۔ میں نے دو رکعت نفل کی نیت باندھ لی۔ اس کے پہنچنے تک میں نے سلام پھیر لیا تو اس نے مجھے امیر کی طرف سے دیناروں کا ایک تھیلہ پیش کیا۔ میں نے لے لیا اور گھر پہنچنے تک تمام اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ چنانچہ حد سے زیادہ سخاوت کا یہ اثر تھا کہ میراث میں صرف ۱۵ یا بیس روپے چھوڑے۔ صفر ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ ص ۱۷۵۔

۴۳۔ شیخ الاسلام صاحب کرامت حیات بن شریح مصری المتوکل علی اللہ اور بہت زیادہ سخی تھے۔ انہیں ساٹھ دینار سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا۔ گھر تک پہنچنے سے پہلے سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ لیکن یہ ان کی کرامت تھی کہ جب اپنی نشست گاہ پہ پہنچتے تو اتنی ہی رقم موجود پاتے۔

لطیفہ: حضرت حیاۃ کا ایک بھائی تھا اس نے جب حضرت شیخ کی سخاوت کا اور کرامت کا حال سنا تو انہوں نے بھی اپنا وظیفہ لیا اور راستہ میں تقسیم کر دیا لیکن جب گھر پہنچے تو کچھ نہ پایا۔ حضرت حیاۃ کے سامنے واقعہ بیان کیا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ میں یقین کے ساتھ خرچ کرتا ہوں اور تم نے تجربہ کے لئے خرچ کیا ہے۔

آپ خدا کے خوف سے بہت رویا کرتے تھے۔ ہمیشہ روزہ کے ساتھ رہتے اور رات کو زیادہ تر عبادت میں مشغول رہتے۔ ۱۵۸ھ میں وفات پائی (ص ۱۷۵ ج ۱)

۴۴۔ شیخ الحدیث حضرت مسعر بن کدام بہت عبادت گزار تھے روزانہ پندرہ پارے پڑھ کر آرام فرمایا کرتے تھے — کثرت سجود سے ان کی پیشانی نہایت ہی مجروح ہو گئی تھی۔ ۱۵۵ھ میں وفات پائی ص ۱۷۶ ج ۱

۴۵۔ شیخ العصر محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب بہت بڑے محدث تھے۔ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ رات کو عبادت زیادہ اور آرام کم کیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ صوم داؤدی کے پابند رہے پھر صائم الدھر ہو گئے۔ سردیوں اور گرمیوں میں ایک ہی لباس رہتا تھا۔ خشک روٹی روغن زیتون کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن طلوع آفتاب کے ساتھ ہی مسجد جامع میں تشریف لے جا کر اذان تک عبادت میں مشغول رہتے۔ ۱۵۹ھ میں وفات پائی۔ ص ۱۸۰ ج ۱

۴۶۔ حافظ الحدیث شعبۃ بن الحجاج بصری بہت بڑے محدث تھے۔ عمر بھر روزہ رکھتے رہے۔ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ کثرت صیام کی وجہ سے بدن پر چمڑا خشک ہو گیا تھا۔ رکوع و سجود اتنا لمبا کرتے کہ دیکھنے والے کو یہ وہم ہونے لگتا تھا کہ شاید اٹھنا بھول گئے ہیں۔ سخی اتنے تھے تیس تیس درہم ایک ایک دن میں اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔ ۸۰ برس کی عمر پا کر ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔ ص ۱۸۵ ج ۱۔

۴۷۔ حافظ الحدیث امام حماد بن سلمہ بصری بہت بڑے محدث تھے۔ ابدال شمار کئے جاتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت رات دن نہایت کثرت سے کرتے تھے۔ اسّی برس کی عمر پا کر نماز کی حالت میں ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ ص ۱۹۰ ج ۱۔

۴۸۔ حضرت سفیان بن سعید بہت بڑے محدث تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ عالم ربانی دین کے سلسلے میں معالج اور طبیب ہوتا

کرتا ہے اور مال و دولت دین کے لئے بیماری ہے ۔ اگر طبیب ہی بیمار ہو جائے۔ تو کون علاج کرے گا۔

اللہ تعالےٰ علماء دین کو دنیا اور جاہ طلبی کی محبت سے محفوظ رکھ کر امتِ مسلمہ کے علاج روحانی کی توفیق بخشے۔

آپ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے اور شعبان ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ (صـ ۱۹۳ ج ۱)

۴۹ ۔ امام الصلحاء حضرت حسن بن صالح کوفی اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ تھے یہ تین نفر تھے ۔ ایک ان کی والدہ اور ایک ان کے بھائی اور ایک یہ خود ۔ تینوں نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا عبادت کے لئے ۔ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ تو دونوں بھائیوں نے رات کو عبادت کے لئے نصف نصف کر لیا ۔ پھر ان کے بھائی کا بھی انتقال ہو گیا تو یہ خود ساری رات عبادت کرتے تھے ۔ خوفِ خدا سے اتنا روتے تھے کہ نیم بیہوشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی ۔ عبادت اور زہد میں بلند ترین مقام پر فائز تھے ۱۶۷ھ میں وفات پائی صـ ۲۰۱ ج ۱

۵۰ ۔ حضرت لیث بن سعد مصر کے بہت بڑے امام تھے ۔ انیس برس کی عمر میں پہلا حج کیا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ سالانہ آمدنی اسیّ ہزار تھی لیکن اتنی وسعت کے باوجود کبھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی ۔ ایک بہت بڑے عالم کا مکان جل گیا تو اسی وقت ان کو ایک ہزار دینار بھیجے ۔ ایک عورت نے تھوڑا سا شہد مانگا تو اس کو ایک مٹکا دے دیا ۔ امام لیث بن سعد ہر سال امام مالکؒ کی خدمت میں ایک سو دینار بھیجا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ ان کو معلوم ہوا کہ امام پر پانچسو دینار قرض ہے اسی وقت قرض اتار دیا ۔

لباس کے مسئلہ میں اس آیت پر بھی عمل پیرا تھے کہ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ ۹۴ھ میں ولادت ہوئی ۔ جمعہ کی رات شعبان کی پندرہ تاریخ کو ۸۱ سال کی عمر پا کر ۱۷۵ھ میں وفات پائی ۔

۵۱ ۔ شیخ الاسلام حضرت فضیل بن عیاض فن حدیث میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے ۔ فقیہ خراسانی حضرت عبداللہ بن المبارک اور مجتہد الامت حضرت امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر محدّث ان کے شاگرد ہیں ۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بدعتی کے ساتھ بیٹھے گا یا اس سے محبت سے میل ملاپ رکھے گا تو اس کا قلب نورِ حکمت سے خالی رہے گا ۔

۱۰ ۔ محرم ۱۸۷ھ میں وفات پائی ۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے تلامذہ میں سے تھے ۔ صـ ۲۲۵ ج ۱ ۔

۵۲ ۔ محدث بصرہ حضرت یزید بن زریع اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے ۔ ۸۱ برس کی عمر پا کر ۱۸۲ھ میں وفات پائی ۔ وفات کے بعد ایک بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا انجام ہوا ۔ فرمایا کہ کثرتِ نوافل کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے مجھے جنت میں جگہ عطا فرمائی ۔ (صـ ۲۳۶ ج ۱)

۵۳ ۔ حضرت ربیعہ بن کعب فرماتے ہیں کہ میں اکثر اوقات وضو وغیرہ کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاصل کیا کرتا تھا ۔ آپؐ نے ایک دن خوش ہو کر فرمایا ۔ مانگ کیا مانگتا ہے ۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ۔ کہ حضورؐ ! جنت میں آپؐ کی رفاقت چاہتا ہوں ۔ آپؐ نے فرمایا کچھ اور ؟ میں نے عرض کیا بس یہی ایک تمنّا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر نوافل بہت کثرت کے ساتھ پڑھتے رہا کرو ۔ صـ ۲۹۲ ج ۱

۵۴ ۔ حافظ الحدیث امام العصر حضرت خالد بن عبداللہ واسطی اپنے زمانے میں علم حدیث کے بہت بڑے ماہر تھے ۔ امر بالمعروف میں ان کا امتیازی مقام تھا ۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ چار دفعہ اپنے آپ کو چاندی سے تول کر اللہ کی راہ میں خرچ کیا ۔ جمادی الاول ۱۷۹ھ میں وفات پائی ۔ صـ ۲۴۴ ج ۱

۵۵ ۔ ام المومنین سیدۃ النسا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک قبیلہ انصار کی عورت آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کے مقام کو دیکھ کر بہت حیران ہوئی ۔ کہ صرف معمولی جبّہ بچھا ہوا ہے ۔ (جبّہ جالی دار کپڑے کی طرح ایک باریک کپڑے کا لباس ہوتا ہے جس کو اہلِ عرب عموماً استعمال کرتے ہیں) وہ عورت اپنے گھر گئی اور ایک عمدہ گدّا جس میں کہ گرم اُون بھری ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیج دیا ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتِ حال کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ۔ اے عائشہؓ ! اس کو جلدی واپس کر دو ۔ اللہ کی قسم ! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالےٰ میرے لئے سونے کے پہاڑ بنا دے ۔ حضرت عائشہ رضؓ کو باوجود چاہت کے واپس کرنا پڑا ۔ سبحان اللہ ! کتنی بے نظیر عقیدت ہے اور کتنا بے نظیر زہد ہے ۔ کیا کوئی اس دنیا کا مسلم حکمران اس سیرت کو اپنانا گوارا کرے گا ؟ صـ ۲۴۱ ج ۱

۵۶ ۔ شیخ الاسلام حضرت ابوبکر کوفی اپنے زمانے کے بہت بڑے محدّث اور فقیہ تھے ۔ چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی ۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کی بہن رونے لگی ۔ فرمایا کیوں روتی ہے ۔ میں بفضل اللہ تعالےٰ اس مکان میں (جس میں وفات ہوئی) اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے ۔

فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی مخلوق کی چار قسمیں ہیں (۱) معذور جیسے کہ چوپائے ۔ (۲) مجبور جیسے کہ انس و جنّ کہ احکامِ خداوندی کے مکلّف ہیں (۳) مجبور جیسے کہ ملائکہ کہ مجبور ہیں نیکی کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے ۔ (۴) مثبور جیسے کہ ابلیس کہ ہلاک شدہ ہے ۔ ابوبکر بن عیاش ۹۶ھ میں پیدا ہو کر ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے ۔ صـ ۲۴۵ ج ۱

۵۷ ۔ شیخ الاسلام فخر المجاہدین امام الزاہدین حافظ الحدیث حضرت عبداللہ بن المبارکؒ ترکی ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے ۔ تجارت ، حج اور جہاد میں ان کی زندگی گزری ۔ چار ماہ جہاد اور چار ماہ تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے تھے ۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ جیسے جلیل القدر محدّث ان کے شاگردوں میں سے ہیں ۔ حدیث میں ان کو "امیرالمومنین" کا لقب دیا گیا ۔ عبادت میں امام العابدین تھے ۔ چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا ۔ ایک دفعہ ان کے والد نے ان کے حافظے کا امتحان لینے کی غرض سے کہا کہ عبداللہ ! اگر تیرے سارے کتب خانے کو جلا دوں تو تیرے پاس کیا رہ جائے گا ؟ فرمایا الحمد للہ یہ سب کچھ میرے سینے میں محفوظ ہے ۔ کتب خانے کے جل جانے سے کچھ بھی ضائع نہیں ہو گا ۔

الغرض زہد و تقویٰ ، شجاعت و بہادری ، خوش بیانی و شب زندہ داری میں بے مثل و بے مثال تھے اپنے زمانے میں "جمعت فیہ جمیع خصال الخیر" یہ سراج الامت امام اعظم کے بلند پایہ شاگردوں میں سے تھے ۔ ۱۸۱ھ میں وفات پائی صـ ۲۵۹ ج ۱

۵۸ ۔ امام المحدثین حضرت عیسیٰ بن یونس کوفی بہت بڑے عابد و زاہد تھے ان کے زہد کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے کہ ہارون رشید کے وزیر جعفر بن یحییٰ نے ان کو ایک دفعہ ایک لاکھ درہم بھیجے

انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دئے کہ میں علم حدیث کو بیچنا نہیں چاہتا۔ پنتالیس حج کئے، پنتالیس دفعہ میدان جنگ میں جہاد کیا سنہ ۱۵۷ھ میں وفات پائی ص ۲۵۹ ج ۱

۵۹ - امیر الفقہا حضرت امام ابو یوسف بن یعقوب، امام اعظمؒ کے اجلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ گھر سے چونکہ غریب تھے اس لئے امام اعظمؒ نے ان کا اور ان کے گھر کا تمام خرچہ برداشت کر کے ان کو تحصیلِ علم کے لئے بالکل فارغ البال کر لیا۔ پھر اتنے بڑے محدث اور فقیہ بنے کہ امام احمد بن حنبلؒ اور مریم بن معین جیسے اجلہ محدثین اور آئمہ جرح و تعدیل کو ان کے سامنے زانوءِ تلمذ ٹیکتے ہوتے فخر محسوس ہونے لگا۔ ہارون رشید کے زمانہ میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود روزانہ دو صد رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ ۶۹ برس کی عمر پا کر سنہ ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ ص ۲۷۰ ج ۱

۶۰ - حافظ الحدیث حضرت ابو عبداللہ بن محمد بن جعفر بصری ہذلی بہت بڑے محدث تھے۔ بیس برس تک علم حاصل کرتے رہے۔ پچاس برس تک صوم داؤدی کے پابند رہے ذیقعدہ سنہ ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ ص ۲۷۷ ج ۱۔

۶۱ - بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچھلی قوموں میں ایک آدمی فوت ہوا اور اس کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ جنت میں ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ کس عمل کا نتیجہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں تجارت کرتا تھا اور تجارتی کاروبار میں غرباء اور مفلسین کو قرضہ دے کر بہت لمبی مدت تک انتظار کرتا تھا۔ اور جو نقد سودا لیتے تھے ان کے ساتھ نہایت رعایت کرتا تھا۔ یعنی خدمت خلق کا یہ نتیجہ ہے کہ میں جنت میں ہوں۔ ص ۲۷۵ ج ۱۔

۶۲ - محدث کبیر حضرت وکیع بہت بڑے محدث تھے۔ والدہ محترمہ کی میراث میں ایک لاکھ روپیہ ملا۔ سب کا سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ان کا فتویٰ تھا کہ بسم اللہ بلند آواز سے نماز میں پڑھنا بدعت ہے۔ خوش مزاج بھی تھے۔ یہ چونکہ بہت موٹے تھے۔ اس لئے جب حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ آپ اتنے بڑے محدث شب زندہ دار ہیں پھر اتنے موٹے کیوں ہیں؟ فرمایا اسلام کی خوشی سے۔ سفر ہوتا یا حضر ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے اور ہر رات قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ عراق کا یہ جلیل القدر محدث بھی امام اعظمؒ کا مقلد تھا۔ سنہ ۱۱۹ھ میں پیدا ہو کر ۱۰ محرم سنہ ۱۹۷ھ میں حج سے واپسی پر وفات پائی ص ۲۸۳ ج ۱

۶۳ - حافظ الحدیث بشر بن مفضل بہت بڑے عبّاد میں سے تھے۔ سلسلہ نسب حضرت عثمانؓ تک پہنچتا ہے۔ صوم داؤدی کے پابند تھے اور روزانہ چار سو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ سنہ ۱۸۷ھ میں وفات ہوئی۔ ص ۲۸۵ ج ۱۔

۶۴ - حضرت یزید بن ہارون بہت بڑے محدث گذرے ہیں۔ ستّر ہزار حدیث اس طرح یاد تھی کہ فرمایا کرتے کہ جو حدیثیں مجھے یاد ہیں ان میں کوئی اگر ایک حرف کی کمی بیشی کر کے لائے تو فوراً اصلاح کر دوں گا۔ چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی، چاشت کی ۱۶ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ شہر واسط میں ربیع الآخر سنہ ۲۰۶ھ میں وفات ہوئی۔ ص ۲۹۲ ج ۱۔

۶۵ - معجزہ کشفِ قبور نور العینین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم طائف کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک قبر دیکھی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبر "ابو رغال" کی ہے یہ شخص قوم ثمود میں سے تھا۔ جب ثمود کی قوم پر عذاب آیا تو اس وقت یہ حرم مکہ میں تھا اس لئے اُس وقت اس عذاب سے بچ گیا لیکن جب حرم مکّہ سے نکلا تو وہی عذاب اس پر بھی نازل ہوا اور یہیں دفن ہوا۔ فرمایا کہ میرے اس دعوےٰ کی سچائی کی دلیل یہ ہے کہ جب دفن ہوا تھا تو اس کے ساتھ ایک سونے کی لمبی دفن کی گئی تھی۔ قبر کھودو تو اس سونے کو پاؤ گے چنانچہ قبر کھودی گئی تو واقعتاً سونے کی اینٹ موجود تھی۔ ص ۳۰۵ ج ۱۔ ابو داؤد شریف میں بھی اس معجزہ کا ذکر ہے۔

دوسرا معجزہ مسیلمہ کذاب نبوت کا دعویٰ کرنے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسلام قبول کیا اور شرف زیارت سے مشرف ہوا۔ لیکن جب واپس لوٹا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی قوم کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنے گا۔ ص ۳۱۷ ج ۱۔

(نوٹ) کچھ عرصہ بعد اس نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آپ کو نبی مانتا ہوں، آپ مجھے نبی تسلیم کریں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو کذاب ہے تیرے ساتھ مصالحت نہیں ہو سکتی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ذلیل ہو کر قتل کیا گیا۔ چالیس ہزار پیروکاروں میں سے بیس ہزار اس کے ساتھ واصل جہنم ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے مصالحت کی لیکن ایک جھوٹے نبی سے مصالحت کرنا گوارا نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ جھوٹی نبوت کا دعوےٰ اور اس کو تسلیم کرنا ناقابلِ معافی جرم ہے۔

۶۶ - امام الامت حضرت امام شافعیؒ جن کا پورا نام محمد بن ادریس ہے بہت جلیل القدر فقیہ اور فقہ میں امام و مجتہد تھے۔ جن اماموں کی مسائل میں تقلید کی جاتی ہے ان میں سے ایک تھے۔ رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں جب میں مکّہ میں گیا تو وہاں کے لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے (اور آج بھی وہاں بیس ہی پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح مدینہ میں بھی آٹھ والوں کا مکہ اور مدینہ کون سا ہے؟) امام شافعی سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور شعبان سنہ ۲۰۴ھ میں مصر میں وفات پائی ص ۳۲۰ ج ۱

۶۷ - شیخ الاسلام ابو عصام ضحاک بصری بہت بڑے محدّث تھے۔ امام بخاری جیسے جلیل القدر محدث ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔ امام بخاریؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے استاد نے فرمایا کہ میں نے عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی۔ ابو عصام نے ۹۰ برس کی عمر پا کر سنہ ۲۱۳ھ میں، وفات پائی۔ ص ۳۳۴ ج ۱۔

نوٹ: واللہ میں سلطان المشائخ شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پورے چالیس برس آتا جاتا رہا لیکن میں نے ایک دفعہ بھی تو ان کی مجلس میں نہ کسی کو غیبت کرتے دیکھا نہ ان کو خود اور نہ ہی کسی کو غیبت کرنے دیتے تھے۔

۶۸ - شیخ الاسلام ابو علی حسن بن موسیٰ بغدادی علم و عمل میں بہت بلند مقام کے مالک تھے۔ موصل صوبہ خیرستان میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے۔ وہاں کے عیسائیوں کا گرجہ منہدم ہو چکا تھا انہوں نے ایک لاکھ روپیہ جمع کر کے شیخ الاسلام ابو علی کو کہا کہ ہمیں گرجا بنانے کی اجازت دی جائے۔ شیخ نے کہا کہ یہ رقم فلاں

(باقی ص ۱۶ پر)

قرآن مجید کی معجزانہ حفاظت

پروفیسر سید سعید اللہ صاحب ایم۔اے، شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

(گذشتہ سے پیوستہ)

۶۔ رمضان کے مہینہ میں چونکہ قرآن کا نزول ہؤا ہے۔ اس لئے ہر سال رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز کی بھی ترغیب دی تھی چنانچہ اب تک افرادِ امّت اس سنت کی پیروی کرتے ہوئے ہر رمضان میں تراویح کی نماز میں ختم قرآن کرتے ہیں۔

۷۔ تمام نمازوں میں قرآن کی قرآت فرض کر دی گئی۔ پنجوقتہ نماز کی فرضیت قرآن کی حفاظت کا قانونی طریقہ ہے۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ٥ (بنی اسرائیل ع ۹)

ترجمہ: آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھو اور صبح کی نماز بھی۔ بیشک صبح کی نماز میں مجمع ہوتا ہے۔

۸۔ فرض نماز کے علاوہ نوافل کی ترغیب دی گئی۔ خصوصاً رات کے وقت' کیونکہ رات کے وقت دن کی بہ نسبت توجہ پوری رہتی ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے ایک باب "بابُ التحریض علیٰ قیامِ اللّیل" قائم کر کے اس کے تحت مندرجہ ذیل احادیث ذکر کئے ہیں۔

ا۔ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم علیکم بقیام اللَّیْلِ فَإِنَّهٗ دَأْبُ الصّٰلِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَ هُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ وَ مِكْفَرَةٌ لِّلسَّيِّاٰتِ وَ مِنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ۔

ترجمہ: روایت ہے ابو امامہ سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر لازم ہے رات کا اٹھنا۔ پس بے شک وہ عادت ہے نیکوں کی جو تم سے پہلے تھے۔ اور وہ نزدیکی کا سبب ہے تمہارے لئے تمہارے رب کے پاس اور گناہوں کے مٹانے کا سبب ہے اور باز رہنے کا سبب ہے گناہ سے۔

ب۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَةِ صَلٰوةٌ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے افضل نمازوں میں بعد فرض کے نماز ہے درمیان رات کے۔

ج: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَافُ أُمَّتِيْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَ أَصْحَابُ اللَّيْلِ

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراف میری امت کے اٹھانے والے قرآن کے ہیں اور رات والے۔

یہ احادیث ان آیاتِ قرآنی کی تفسیر کرتی ہیں جن میں رات کے وقت نفلی نماز پڑھنے کی تاکید موجود ہے چنانچہ آیات میں اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار بندوں کی ایک عظیم علامت رات کے وقت نماز میں مشغول ہونا بتلایا گیا ہے۔

۱۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ٥ (الفرقان)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گذارتے ہیں۔

۲۔ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ ٥

ترجمہ: اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔

اس قیام اللیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے لئے نمونہ تھے۔ ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت زیادہ دیر تک نماز میں کھڑے ہونے کا حکم تھا۔

قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ٥ (المزمل۔ ع ۱)

ترجمہ: رات کو قیام کر۔ مگر تھوڑا سا حصّہ، آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصّہ کم کر دے یا اس پر زیادہ کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

اسی طرح نماز میں زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ لمبی قرآت تھی آیت میں یہ حکم ہؤا کہ نماز میں اتنی قرأت کرے جتنی اس سے بآسانی ہو سکے۔ اس حکم کی حکمت بھی بتلائی گئی کہ

۱۔ بعض مریض ہوں گے جس کی وجہ سے ان کے لئے لمبی قرآت پڑھنے میں دِقّت ہو گی۔

۲۔ مسلمانوں کو معاشی ذرائع بھی اختیار کرنے ہیں جس پر "يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ" دال ہے۔

۳۔ قرآن کی اشاعت میں کفّار کی طرف سے جو رکاوٹیں پڑتی ہیں ان کو بھی دُور کرنا ہے جو "وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" سے ثابت ہوتا ہے اگر رات کے وقت جاگ کر نماز پڑھنے میں مشغول رہے تو تھکاوٹ کی وجہ سے دن کے وقت نہ معاش کی تلاش کر سکیں گے اور نہ دشمن کا مقابلہ، اس لئے "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ" کا حکم ہؤا۔

صحابہؓ کو قرآن پر ایمان لانے کی وجہ سے قسم قسم کے مصائب کا سامنا ہؤا۔ وہ اس کی حفاظت ہی کی خاطر ہؤا۔ اُحد، خندق وغیرہ غزوات میں نکلے، ان کا یہ عزم تھا کہ جان مال اور اولاد سب جائے مگر قرآن محفوظ رہے۔ یہی وجہ تھی کہ دن کے وقت وہ شہسوار تھے تاکہ دن کے وقت وہ ان کفّار سے لڑے جو قرآن کی اشاعت کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور رات کے وقت رہبان تھے۔ نماز کی نیّت باندھ کر قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے تاکہ قرآن کی قرآت جس طرح رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے کی اُسی طرح اُس حفظ کرے۔ صحابہ کرامؓ کے

سینے کلام اللہ سے معمور اور منور تھے، فرمایا۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝

(العنکبوت۔ پارہ ۲۱ - ع ۵)

ترجمہ: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں، ان کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کا صرف ظالم ہی انکار کر سکتے ہیں۔

نماز کے باہر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے پڑھنے پڑھانے اور یاد کرنے کے متعلق تاکیدی ارشادات فرمائے۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔

عن عبد اللہ بن مسعودٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَصْغَرَ الْبُيُوْتِ بَيْتٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق گھروں میں ذلیل ترین گھر وہ ہے جس میں کتاب اللہ میں سے کوئی چیز نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔

ترجمہ: بے شک وہ شخص جس کے جوف میں قرآن سے کوئی چیز نہیں وہ ایک ویران گھر کی طرح ہے۔

عن ابی امامۃ الباہلیؓ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ۔ (صحیح مسلم بحوالہ عن القرآن)

ترجمہ: ابو امامہ سے روایت ہے۔ قرآن کی قرأت کرو پس بے شک قرآن قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لئے شفیع ہو کر آئیگا۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ

ترجمہ: ابو ذرؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا۔ اے ابا ذر! ضرور تیرا صبح کرنا پس سکھانا تیرا کتاب اللہ کی کسی آیت کو زیادہ بہتر ہے تیرے لئے اس سے کہ تو سو رکعات نماز پڑھے اور ضرور تیرا صبح کرنا پس سکھانا تیرا علم کے ایک باب کو جس پر عمل کیا جائے یا عمل نہ کیا جائے بہتر ہے اس سے کہ تو سو رکعات نماز پڑھے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب فضائل القرآن)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا پس زبانی حفظ کیا اور حلال سمجھا اس کے حلال کو اور حرام سمجھا اس کے حرام کو، اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا اور شفیع کرے گا اس کو ایسے دس شخصوں کے حق میں اس کے گھر والوں سے کہ سب ہی ان میں سے مستحق ہوں گے دوزخ کے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِي الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کا پڑھنا نماز میں بہت بہتر ہے۔ قرآن پڑھنے سے نماز کے سوا۔ اور قرآن پڑھنا اور وقت میں بھی سوا نماز کے بہت بہتر ہے سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے۔

نماز کے اندر قرأتِ قرآن کی فرضیت اور نماز سے باہر بھی قرآن کے پڑھنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سیکھنے اور سکھانے کے انتظامات بھی فرمائے۔ چنانچہ جب بھی کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کسی ایسے صحابی کے حوالے کر دیتے جس کو قرآن خوب یاد ہوتا تاکہ اس کو قرآن سکھائے۔ بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مصعب بن عمیر کو مدینہ کی طرف بھیج دیا تھا تاکہ مدینہ والے ان سے قرآن سیکھیں۔ اسی طرح آپ مختلف نواحی کی طرف قراء بھیج دیتے۔ بئر معونہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قراء بھیج دیتے تھے۔ جہاں وہ دھوکے سے شہید کر دئیے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ کے صُفّہ کو قرآن مجید کی تدریس اور حفظ کے کے لئے مقرر کیا تھا۔ جہاں فقراء صحابہ قرآن کی تعلیم و تعلم اور حفظ میں مشغول رہتے۔ ان اصحابِ صفہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف قبائل کی طرف قرآن کی تعلیم دینے کے لئے قراء بھیج دیتے تاریخ القرآن والمصاحف میں موسیٰ جار اللہ نے لکھا ہے:۔

وبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ قبل الھجرۃ جماعۃ من حفظۃ الصحابۃ یعلمون القرآن لاھل المدینۃ واولادھا وکان الرجل اذا ھاجر الی المدینۃ دفعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی رجل من اولئک الحفظۃ یعلمہ القرآن ولما فتح مکۃ ترک فیھا معاذ بن جبل لذلک وکان من اکابر الصحابۃ وھم الالوف من یعتنی بتعرف فقہ القرآن ومعانیہ واتقانھم حفظا وکتابۃ کانوا لا یکادون نھارھم ولا ینامون لیلھم باھتمامھم واشتغالھم بضبط الآیات وحروفھا ووجوھھا وکان لمسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضجۃ وزجل بتلاوۃ القرآن وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسمع الی الملا منھم ویحمد اللہ ان جعل فی امتہ امثالھم وبمثل ھذا الاھتمام التام لاتقان القرآن فی صدر الاسلام حفظۃ الوف من الصحابۃ فی تضاعیف عشرین سنۃ۔ (ص ۲۱-۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرنے سے پہلے حفاظ صحابہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف بھیجی تاکہ وہ اہل مدینہ اور ان کی اولاد کو قرآن کی تعلیم دے۔ جب بھی کوئی شخص مدینہ کی طرف ہجرت کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ان حفاظ میں سے کسی آدمی کے حوالے کر دیتا جو اس کو قرآن سکھاتا۔ جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے اس میں معاذ بن جبل کو اسی مقصد کے لئے رکھا۔ اکابر صحابہ جو ہزاروں کی تعداد میں تھے ان میں ایسے حضرات بھی تھے جو قرآن کے فقہ اور اس کے معانی کی سمجھ اور حفظ و کتابت کے لحاظ سے اس میں پختگی کو اہتمام دیتے تھے۔ وہ نہ دن کے وقت کھاتے اور نہ رات کے وقت سوتے۔ کیونکہ وہ آیات ان کے حروف اور ان کے وجوہ کی ضبط میں مشغول رہتے اور اس کو اہمیت دیتے۔ قرآن کی تلاوت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد گونج اٹھتی

ان کی ایک گروہ سے رسول اللہ علیہ وسلم سنتے: "اللہ تعالیٰ کے لئے حمد و ثنا ہے۔ کہ اس کی امت میں ان جیسے لوگوں کو پیدا کرتا ہے۔ قرآن میں پختگی حاصل کرنے کے لئے اس جیسے اہتمام کی وجہ سے ہزاروں صحابہ نے ابتدائے اسلام میں تقریباً ۲۰ سال کی مدت میں قرآن کو حفظ کیا۔

معرکہ یمامہ کے موقع پر مسلمانوں کی محدود فوج میں سات سو حفّاظ قرآن کا شہید ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اکثر صحابہ کو قرآن یاد تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں اسلامی فتوحات کی تمہید رکھی گئی اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی مملکت کی حدود وسیع ہو کر غیر عرب اقوام کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے۔

حضرت عمرؓ نے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ ہر مفتوحہ علاقہ کے صدر مقام کے علاوہ مختلف نواحی میں بھی قرآن مجید کے الفاظ سکھانے اور ان کے مطالب سمجھانے کے لئے قرّاء مقرر کئے۔ قرآن کے الفاظ اور معانی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ یہی قرّاء قرآن کا عملی نمونہ بھی تھے

حضرت عمرؓ نے حضرتِ عبادہؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت ابنِ مسعود اور حضرت معاذ بن جبل جیسے کبار صحابہ کو قرآن کے درس و تدریس کے لئے اسلامی مملکت کے صدر مقامات میں مقرر کیا۔

ابو عطاء العطاردی البصری کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ الاشعری بصرہ کے جامع مسجد میں ہم کو حلقہ حلقہ کر کے پڑھاتے۔ امام ابنِ عامر نے جامعِ دمشق میں قرآن خواں طلباء پر چار سو عریف مقرر کئے تھے۔ ابوالدرداء ہر روز طلوعِ شمس سے ظہر تک قرآن پڑھاتے آپ نے قرآن کے دس دس طلباء پر ایک ایک عریف مقرر کیا تھا۔ یہی طریقہ ان کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں کا بھی رہا۔ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب …وق میں علامہ الذہبی کے حوالہ سے لکھا …ہے کہ ابوالدرداء نے ایک دن اپنے شاگردوں کو شمار کیا تو سولہ سو طالب علم ان کے حلقۂ درس میں موجود تھے۔ نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرتِ عمرؓ نے عمّال کو یہ پیغام لکھ کر بھیجا کہ جو لوگ قرآن مجید سیکھیں ان کی تنخواہیں مقرر کر دی جائیں۔ اہل فوج کو جو ضروری ہدایات لکھ کر بھیجا کرتے تھے ان میں یہ بھی ہوتا تھا کہ قرآن مجید پڑھنا سیکھیں۔ وقتاً فوقتاً عمّال سے قرآن خوانوں کا رجسٹر منگواتے رہتے تھے۔ (الفاروق علامہ شبلی نعمانی)

سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو حافظوں کی تعداد کے متعلق ان کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا کہ صرف میری فوج میں تین سو حافظ موجود ہیں۔

جرجی زیدان نے "تاریخ الادب اللغتہ العربیہ" میں "اَلتَّغْيِيْرُ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ الاسلامُ فی ..." عنوان قائم کیا ہے۔ جس میں انہوں نے قرآن مجید کی نشر و اشاعت کے متعلق لکھا ہے:

بعد أن كان هَمُّ عَرَبِ الجاهلية إذا اجتمعوا في نادٍ أو سُوقٍ إنشادَ أشعارِ التفاخُرِ والتفاضلِ أصبحَ همُّهم القرآنَ وحفظَهُ وتلاوتَهُ صباحاً ومساءً وإذا بعث الخليفة عاملاً إلى بَلْدَةٍ أمَرَهُ أنْ يَحْكُمَ بِالعَدْلِ وَأنْ يُعَلِّمَ المُسْلِمِيْنَ القرآنَ -

"تاریخ الادب اللغۃ العربیہ" ج ص ۲۱۵

ترجمہ: بعد اس کے کہ جاہلی دور کے عرب جب بھی کسی مجلس یا بازار میں اکٹھے ہو جاتے تو ان کا مقصد آپس میں تفاخر اور تفاضل کے اشعار پڑھنا تھا۔ اب ان کا مقصد قرآن، اس کا حفظ اور تلاوت ہوا اس میں وہ صبح و شام مشغول رہتے۔ جب بھی کسی خلیفہ نے کسی علاقہ کی طرف بھیجا تو اس کو یہ حکم کیا کہ حکم کرنے میں عدل سے کام لے اور مسلمانوں کو قرآن پڑھائے۔

بقیہ: درس قرآن

نہ گذاریں، آخر ہم دنیا کے رہنے والے ہیں، ہم سب دنیا کی زندگی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ لیکن دل یہ ایک برتن ہے، اللہ کے ذکر کے سوا، اس میں کسی کو جگہ نہیں دینی چاہیے۔ یاد رکھیں۔ دل ایک مقام ہے اور یہ مقام اللہ ہی کا ہونا چاہیئے یہاں ہر کوئی اور نہیں بسنا چاہیے۔

حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ ہفت سلاطین میں سے گذرے ہیں، بہت بڑے اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، ان کو ہفت سلاطین میں سے کہا جاتا ہے۔ سات گذرے ہیں ہمارے طریقہ کے جو اولیاء اللہ بھی تھے اور ان کو ولی بھی کہا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ بھی تھے۔ اور سلاطین بادشاہ، دنیاوی اعتبار سے بھی بڑے ذی وجاہت لوگ تھے۔ اگرچہ ہمارے اولیاء کا اکثر طریقہ فقر ہے کیونکہ فقر ہے طریقہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، موسیٰ علیہ السلام سلطان تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ تھے نبی بھی تھے، لیکن امام الانبیاءؐ نے کس چیز کو اختیار کیا؟ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عبدیت کو زیادہ پسند کیا حضورؐ کی اپنی دعا تھی۔ میں پہلے بھی کسی درس میں عرض کر چکا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ تَوَفَّنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ احْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ ط

اور اس لیے فرمایا (حدیث قدسی ہے) فرمایا امام الانبیاءؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے اس دل کے پاس جا کر ڈھونڈو، جو دل ٹوٹا ہوا ہو۔ دل تبھی ٹوٹے گا۔ کہ دنیاوی خواہشات نہ پوری ہوں گی اور دل اللہ کی طرف راغب ہو گا نا بھائی! ویسے تو نہیں ہو سکتا نا! تو دل کیا ہے؟ سلطان الاعضاء دل کی تربیت کے لیے میں عرض کر رہا تھا۔ قصہ بھی اسی ضمن میں عرض کر رہا تھا۔ کہ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی اعتبار سے بھی بہت وجیہ تھے اور دینی اعتبار سے بھی بہت کامل اولیاء اللہ میں سے گذرے ہیں۔ یہ بو علی سینا کے ہم زمان ہیں۔ ابن سینا جو طب کا امام گذرا ہے، "شفاء" کا مصنف۔ پہلے زمانے میں یہ بہت بڑا فلسفی تھا۔ لیکن جب موت واقع ہوئی تو سینے پہ بخاری پڑی تھی۔ پہلے زمانے میں فلسفی تھا۔ واجب الوجود اور منکر الوجود کی باتیں ہوتی رہیں، اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دیں تو خاتمہ ایمان پہ ہی ہو جاتا ہے (اللہ ہم سب کے خاتموں کو ایمان پہ کرے) ہماری ابتدائی زندگیاں کچھ لاابالی سی ہوتی ہیں، لیکن میرے بزرگو! یہ تب ہو گا۔ میں عرض کروں ایک چھوٹی لئے نجات اور کامیابی۔ جب تک دل خدا کے ساتھ نہ لگے گا۔ دل میں یقین پیدا ہو گا نہ کوئی تعلیم فائدہ دے سکتی ہے نہ کوئی لٹریچر فائدہ دے سکتا ہے۔ نہ کوئی تہذیب اور تربیت فائدہ دے سکتی ہے۔ بھائی اگر دل میں غیر اللہ ہو، دل جب اللہ تعالیٰ سے غافل ہو، تو اب بتائیے۔ ع

تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملیگا نماز میں

جب دل صنم آشنا ہے۔ جب دل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی محبت رچی ہوئی ہو۔ کہیں روٹی کی محبت ہے، کہیں عہدے کی محبت ہے، کہیں روپیوں کی محبت ہے۔ کہیں کوٹھی کی محبت ہے۔ یہ ساری محبتیں میرے بزرگو! ہمیں بہت سی رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔

(باقی آئندہ)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں درس قرآن

منعقدہ ۲۶ر مارچ ۱۹۶۷ء

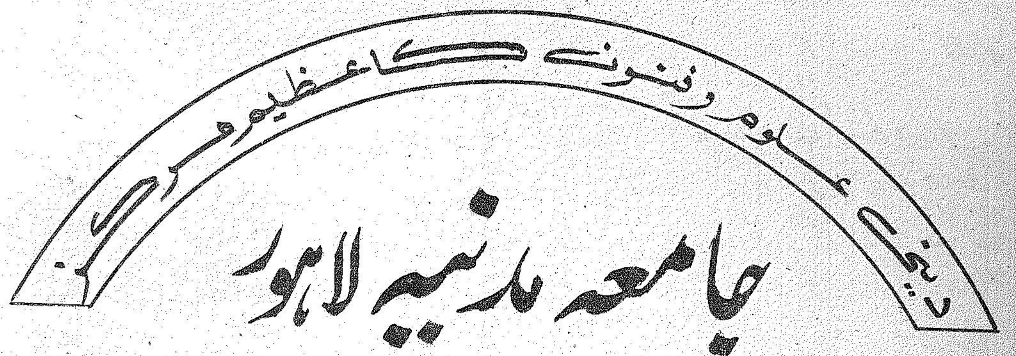
مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

تو میرے بزرگو! اسی لیے قرآن مجید نے مومن کی پہلی نشانی کیا بیان فرمائی؟ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا۔ جب ایک آدمی کا اللہ کے ساتھ ایسا ربط قائم ہوگیا۔ کہ اللہ کا نام سنتے ہی وہ ڈر گیا، اللہ کا نام سنتے ہی اس نے لحاف کو رضائی کو لات ماری، وضو کرنے کے لیے بیٹھ گیا، صبح کی اذان ہوئی موذن نے کہا اللّٰہُ اکبر اللہ کا سنتے ہی ڈر گیا تو اب بتایئے اللہ کا نام سن کر جب ڈرے گا۔ تو صبح مسجد کو نماز کے لیے نہیں آئے گا؟ یقیناً آئے گا۔ اور جب دل میں خوف الٰہی نہیں، خشیت الٰہی نہیں، محبت نہیں تو وہ کیا پھرتی سے اُٹھ کر گھر میں نماز پڑھے گی ہماری بچی، یا مسجد میں جاکر کوئی بھائی ہمارا نماز ادا کرے گا؟ جب خوف خداوندی ہی دل میں موجود نہیں اللہ کے ساتھ نسبت اور ربط ہی موجود نہیں۔ دل محل ہے ایمان کا۔ اور دل محل ہے کفر اور نفاق کا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی کیا نشانی بیان فرمائی؟ مومنین کاملین کے متعلق؟ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ ط جونہی اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ منافق کے متعلق کیا فرمایا فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ط ان کے دلوں میں مرض ہے۔ دل جب مرضوں سے پاک ہو جائیں گے۔ اور دل مرضوں سے کب پاک ہوں گے؟ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط فرمایا تم میرا ذکر کثرت کے ساتھ کرو تمہارے دل پاک ہو جائیں گے، اور تمہارے دلوں میں اطمینان اور یقین پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ایسا دل نصیب فرمائے جو اللہ تعالیٰ کے غیر محبتوں سے پاک ہو اور اس میں خشیت اور خوف خداوندی اور اللہ تعالیٰ کے جلال کا اس حد تک اثر ہو کہ جونہی ہم اللہ تعالیٰ کا نام سُنیں اللہ کی طرف راغب ہو جائیں۔

دوسری نشانی کیا فرمائی؟ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا جب ان پر میری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ آیتیں پڑھنے والے کون ہیں۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے حضور نے پڑھیں آیتیں صحابہؓ پہ پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے

تیسری چیز وَ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اور وہ اپنے سارے کاموں میں اپنے رب پر یقین رکھتے ہیں۔ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، دیکھئے پہلی آیتوں میں کیا فرمایا؟ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ دل ڈر جاتے ہیں میں ہر آیت کے متعلق کافی دیر تک تشریح کرنے کی کوشش اس لیے کرتا ہوں، ایک تو میں خود چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی سمجھ عطا فرما دے پھر ہمارا اس طرح جمع ہونے کا مقصد تو میرے بزرگو! یہی ہے کہ اللہ کی باتیں ہوتی رہیں دو رکوع ہوں کہ ایک رکوع ہو، دو آیتیں ہوں کہ ایک آیت ہو کوشش یہی ہوتی ہے کہ اللہ مجھے بھی آپکو بھی سمجھ نصیب فرمائے اور موت تک اللہ تعالےٰ نے قرآن کے ساتھ نسبت کو قائم رکھے کہ جتنا وقت دین کی باتیں سمجھنے کہنے میں گذرتا جائے۔ وہی اللہ کی عبادت ہے تو یہاں پہ دیکھئے کیا فرمایا؟ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ جب اللہ کا ذکر ہوا تو دل ڈر گئے وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا جب ان پر میری آیتیں پڑھی گئیں تو ان آیتوں نے ان کے یقین کو اور بڑھا دیا اب مسلمان کے سامنے دو زندگیاں آجاتی ہیں ایک زندگی کا تعلق بدن کے ساتھ، ایک زندگی کا تعلق دل کے ساتھ دل میں ذکر الٰہی راسخ ہو چکا ہے۔ بدن کے تقاضے اور ہیں دل کے تقاضے اور ہیں، بدن چاہتا ہے، دنیاوی آسائشیں ہوں موسم بہار ہو دنیا کے مزے اور لذتیں ہوں، آپ غور فرمادیں ہمارے بدن کے جتنے میرے بزرگو! اعضاء ہیں ہر ایک ایک نہ ایک خواہش رکھتا ہے ہاتھ خواہش رکھتا ہے کہ میں کچھ ٹٹولوں جو لکھنے والے بھائی ہیں ہاتھ چاہتا ہے کہ میں کچھ لکھوں، پاؤں چاہتا ہے کہ میں کہیں چلوں اور قدم اٹھاؤں، اس لئے کسی کو آپ کہہ دیں کہ بھائی ایک گھنٹہ تم یہیں ٹھہرے رہو وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ فِیْ مَا مُنِعَ۔ عربی زبان کا محاورہ ہے (ممکن ہے حدیث بھی ہو) انسان حریص ہے۔ اُس بات میں جس سے روکا جائے، کسی کو اگر کبھی گڑ کھانے کی عادت نہ ہو اور آپ کہہ دیں کہ اچھا بھائی! دوائی تو میں دیتا ہوں لیکن دو دن گڑ نہ کھانا تو وہ خواہ مخواہ دو دن گڑ کا خیال کرے گا۔ یا اگر حکیم صاحب نہ روکتے تو میں گڑ کھا لیتا، انسان کو روکا جاتا ہے جس بات سے، ادھر اس کا قدم یقیناً اٹھتا ہے۔ انسان کی فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعضاء اس کو عطا کئے ہیں حرکت کے لئے، لیکن انکی حرکتیں الگ الگ ہیں۔ پاؤں چاہتا ہے کہ میں چلوں، ہاتھ چاہتا ہے کہ میں ٹٹولوں، یا لکھوں یا حرکت کروں، آنکھ چاہتی ہے کہ میں دیکھوں، زبان چاہتی ہے میں دیکھوں، کان چاہتا ہے میں سنوں، دماغ چاہتا ہے میں سوچوں تو دیکھئے سارے کے سارے اعضاء متحرک ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا جو وظیفہ حیات ہے۔ اس کو ہم ادا کریں۔ لیکن قرآن نے کیا فرمایا! اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا۔

یہ آیتیں سننے کے بعد ان کا ایمان اور بڑھ گیا تو قدم بھی ادھر اٹھیں گے جدھر ایمان چاہے گا، ہاتھ بھی ادھر چلیں گے جدھر ایمان چاہے گا، کان بھی ادھر لگیں گے جدھر ایمان چاہے گا زبان بھی ادھر ہی چلے گی جدھر دل چاہے گا۔ کیونکہ دل سلطان الاعضاء ہے۔ جب دل میں اللہ کا ذکر راسخ ہوگیا تو یہ باقی اعضاء یہ تو مشین کے پُرزے ہیں۔ یہ ادھر ہی چلیں گے جدھر انسان کا دل چلے گا۔ اسی لئے صوفیائے کرام ہمارے قادری طریقہ میں پہلے ذکر قلبی کرایا کرتے ہیں۔ ذکر لسانی بھی ہوتا ہے۔ چشتیائے کرام جو ہیں وہ پہلے ذکر لسانی کراتے ہیں۔ پھر اس کے بعد دوسرے مراقبات وغیرہ کراتے ہیں اور قادری طریقہ میں پہلے ذکر قلبی کرایا جاتا ہے۔ لطیفۂ قلبی تاکہ دل انسان کے قابو میں آجائے۔ سارے طریقے اپنی اپنی جگہ پر صحیح اور درست ہیں۔ ان صوفیائے کرام نے بڑی محنتیں کی ہیں۔ میرے بزرگو! ہم جیسے گنہ گاروں کو نیک بنانے کے لئے تو طریقے برحق ہیں۔ یہ جتنے اولیا ہیں، چشتی، نقشبندی، سہروردی، قادری، ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ طریق کار اپنا اپنا ہے۔ لیکن سب کا منشا کیا ہے؟ کیا بندہ دنیاوی گندگیوں سے کٹ کر اللہ تک مِل جائے اور اسی میں یہ لوگ الحمدللہ کامیاب ہوئے ہیں۔ اپنے اپنے زمانے میں انہوں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں، اور آج بھی جو ان کے خلفاء اور نائبین ہیں یہ بڑے کام کر رہے ہیں۔ اور یہی میرے بزرگو! ہمارے



وراثتِ رسول ﷺ کا قاسم، حضرت مدنیؒ و حضرت شیخ التفسیرؒ کی یادگار،
——— مہمانانِ رسول ﷺ کا مسکن ———

آپ اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہونگے کہ دینی مدارس بقاء دین، احیائے ملت اور اسلامی اقدار کے تحفظ کا واحد ذریعہ ہیں۔ آج کل بیرونی اور داخلی اہل فتن کا مقابلہ دینی مدارس ہی کر رہے ہیں۔ آج پاکستان میں اُن ممالک کی بہ نسبت جن میں اسلامی مدارس نہیں یا کم ہیں بلندیٔ اخلاق، ایثار، عمل، قرآن و حدیث سے تعلق اور جذبۂ جہاد کہیں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اسلامی مدارس مذہب اسلام کے لئے حصار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام عرصۂ دراز سے اسلام کو مسخ کرنے اور بگاڑنے کی جو ناپاک کوششیں کر رہے ہیں۔ یہ مدارس نہ ہوتے تو وہ اپنے ناپاک مقصد میں کبھی کے کامیاب ہو گئے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے سچے دین کی حفاظت و اشاعت مختلف طریقوں سے فرمائی ہے۔ اس دور میں یہ نعمت تحفظِ اسلام و اشاعتِ اسلام مدارس اسلامیہ کو سونپی ہے۔ انہی مدارس کے فارغ علماء ہر بری بات سے روکتے رہتے ہیں، ہدایت اور نیکی کی طرف رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دشمنانِ اسلام کی آنکھوں میں دینی مدارس بُری طرح کھٹک رہے ہیں اور انہیں ختم کرنے کی سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ انہی اغراض و مقاصد (تحفظِ اسلام و اشاعت اسلام) کے پیشِ نظر جامعہ مدنیہ معرضِ وجود میں آیا۔ جامعہ مدنیہ اس وقت زندگی کی بارہ بہاریں پوری کر کے تیرھویں میں داخل ہو چکا ہے۔ اس دوران جامعہ کو کٹھن سے کٹھن اور مشکل سے مشکل مرحلے پیش آئے۔ اراکین جامعہ مختلف الجھنوں سے دوچار ہوتے مگر خدائے عزوجل کی نصرت اور اراکینِ جامعہ کے خلوص و جانفشانی سے ہر الجھن اور ہر مشکل پر قابو پا لیا گیا اور جامعہ ہمہ قسم دشواریوں کے باوجود شاہراہ ترقی پر بڑی تیزی سے گامزن رہا۔ وسائل نہ ہونے کے باوجود جامعہ نے ان بارہ سال میں خاموشی سے جو گرانقدر اور ٹھوس خدمات انجام دی ہیں۔ ان پر نظر پڑتے ہی سرِ نیاز بارگاہِ بے نیاز میں سجدۂ شکر بجا لانے کو بے اختیار جھک جاتا ہے اور بدن کا رواں رواں زبانِ حال سے خالقِ کائنات کی ستائش میں رطب اللسان ہو جاتا ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ جامعہ مدنیہ کی عمارت اس وقت بائیس رہائشی کمروں، ٹیوب ویل، ٹینکی، مطبخ اور نہایت شاندار دارالحدیث و کتب خانہ پر مشتمل ہے ایک خوبصورت حوض بھی زیر تعمیر ہے۔ اس سال (۶۳ء) بائیس مدرسین و ملازمین کی زیر نگرانی تین سو سے زیادہ طلبہ نے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، صرف، نحو، قرآن مجید (حفظ و ناظرہ) قرأت اور طب کی تعلیم حاصل کی۔ جن میں ایک سو طلبہ کے خورد و نوش، وظائف، کپڑے اور دیگر جملہ اخراجات کا جامعہ کفیل رہا۔ اللہ تعالےٰ کا فضل شاملِ حال رہا تو مستقبل میں اس سے کہیں زیادہ دینی خدمات سرانجام دے گا (واللّٰہ الموفق والمعین)

امتیازی خصوصیات

اللہ تعالےٰ نے جامعہ کو بہت سی امتیازی خصوصیات سے نوازا ہے مثلاً:- (الف) عظیم الشان اور قابل قدر دینی خدمات کا پوری خاموشی سے سرانجام دینا (ب) حضرت شیخ التفسیرؒ و جانشینِ شیخ التفسیرؒ کے خصوصی توجہات کا مرکز ہونا۔ (ج) شیخ العرب والعجم حضرت مولانا مدنیؒ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب کا منصرم و مہتمم ہونا۔ (د) حضرت حافظ الحدیث مولانا درخواستی، حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ایسے اکابر کا سرپرست ہونا۔ (ھ) حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی قدس سرہٗ کے مرتب کردہ اصول و ضوابط پر کاربند ہونا (و) صحیح طریقہ تبلیغ و تربیت کی غرض سے جمعیۃ الطلباء کا قیام۔ وغیرہ وغیرہ

جامعہ کی موجودہ مشکلات

۱۔ درسگاہوں کا نہ ہونا۔ (ماسوائے دارالحدیث کے) فی الحال بعض مدرسین کرام مسجد میں اور بعض طلبہ کے رہائشی کمروں میں تعلیم دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے طلبہ اور مدرسین دونوں کو شدید تکلیف ہوتی ہے۔

۲۔ سڑک کا نہ ہونا:- جامعہ چونکہ بہت بڑی دینی درسگاہ ہے اس لئے یہاں آنے جانے والوں کی کثرت رہتی ہے۔ ملکی و غیر ملکی حضرات، خود جامعہ کے اساتذہ، ملازمین، طلبہ اور ان کے لواحقین، علماء، صلحاء اور اہل محلّہ کی آمد و رفت ہر وقت جاری رہتی ہے۔ سڑک نہ ہونے کے باعث ان تمام آنے جانے والوں کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ جلد سے جلد سڑک تعمیر کر دے۔

قلتِ سرمایہ

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جامع کی مستقل آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے ملازمین کی تنخواہیں، طلبہ کے وظائف و مصارف خورد و نوش اور دیگر اخراجات بڑی مشکل سے پورے کئے جاتے ہیں، بسا اوقات ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قرض لینا پڑتا ہے۔ جامعہ کے بعض عظیم منصوبے محض سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے تا حال تشنۂ تکمیل ہیں۔

ہم درگاہِ قاضی الحاجات میں دست بدعا ہیں کہ اے اللہ! جس طرح تُو نے جامعہ کی دوسری مشکلات آسان فرمائیں۔ اسی طرح موجودہ مشکلات و دشواریوں سے بھی نجات دے اور اراکین جامعہ کے تمام نیک منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے اور اسی دعاء کی قارئین سے تمنّا کرتے ہیں۔

"ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد"

درس حدیث

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب مدظلہٗ کا درسِ حدیث جو خدّام الدّین میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ یہ سلسلہ باقاعدہ جاری رہیگا۔ یہ درس حضرت مولانا مدظلہٗ، جامعہ مدینہ کریم پارک میں ہر اتوار کو مجلس ذکر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ ادارہ محترم محمود احمد صاحب عاقت کا ممنون ہے۔ جنہوں نے اس کی ترتیب کا اہتمام کیا۔



واہ کینٹ کے درسِ قرآن کی تیسری سالگرہ کے موقع پر پیش کی گئی

سالانہ رپورٹ

مورخہ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۷ء ——— محمد عثمان غنی بی اے

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم: اما بعد

واجب الاحترام بزرگانِ دین ومعزز حاضرین!

آج ہمارے لئے خوشی کا دن ہے کہ ہم درسِ قرآن حکیم کی تیسری سالگرہ منا رہے ہیں۔ ہم اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں جس نے ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازا اور پابندیٔ وقت کے ساتھ تین سال تک ہر ماہ برابر درسِ قرآن سننے اور سنانے کی توفیق ارزانی فرمائی۔ آج چوتھے سال کا آغاز ہوچکا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بقول مفسرِ قرآن، قطبِ زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید ایک دریا ہے جو اپنا راستہ خود بنا لیتا ہے۔ اپنی خوش بختی پر جتنا بھی خدا کا شکر ادا کریں کم ہے کہ اُس ذاتِ اقدس نے اپنی رحمتوں کے دریا کا بہاؤ واہ کینٹ کی طرف فرما دیا۔ اور ہم سب کو اپنے کلام پاک کے ساتھ وابستگی نصیب فرمائی۔

درسِ قرآن مجید کا آغاز آج سے تین سال قبل نومبر ۱۹۶۴ء میں ہوا تھا۔ شروع میں چند ماہ تک سُورۂ فاتحہ کی تفسیر مکمل ہوئی اور سُورۂ بقرہ کا آغاز ہوا۔ اِسی اثناء میں سوچا گیا کہ چونکہ درس مہینے میں صرف ایک بار ہوتا ہے، اور وہ بھی صرف ایک گھنٹہ، تو اِس طرح تو پورے قرآن مجید کے سمجھنے سمجھانے کے لئے بہت طویل مدت درکار ہوگی لہٰذا قرآن مجید کی ہر بڑی سُورت کا پہلا رکوع پڑھ کر اُس کے اہم مضامین کا لُبِّ لُباب حسبِ توفیق بیان کر دیا جائے چنانچہ گذشتہ سال کی رپورٹ میں عرض کیا گیا تھا کہ درسِ قرآن حکیم سُورۂ الانعام تک ختم ہو چکا تھا۔ تیسرے سال کے درس کا آغاز سُورۂ الاعراف سے ہوا۔ اور اب سُورۂ ہود تک ہم پہنچ چکے ہیں۔ اس طرح انشاءاللہ امید ہے کہ ہم جلدی ہی قرآن مجید کی دیگر سُورتیں بھی سُن سکیں گے۔ درسِ قرآن مجید کے مضامین ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور اور پی او ایف کے سرکاری ہفت روزہ "واہ کاریگر" واہ کینٹ میں قسط وار چھپ رہے ہیں۔ اور ہر سال کے آخر میں ان کو افادۂ عام کے لئے کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا جاتا ہے چنانچہ گذشتہ دو سالوں کے مجموعے چھپ چکنے کے بعد آج تیسرے سال کا مجموعہ بھی طبع ہو کر آ گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

آج کا دن اس لحاظ سے بھی مبارک ہے کہ درسِ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ درسِ حدیث کا بھی آغاز ہو رہا ہے۔ اگرچہ گذشتہ دو درسوں میں تمہیدی طور پر حضرت قاضی صاحب چند مفید باتیں فرما چکے ہیں تاہم درسِ حدیث کا باضابطہ افتتاح آج ہمارے محترم بزرگ، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم فرمائیں گے اور اس کے بعد انشاءاللہ ہر ماہ درسِ قرآن مجید کے بعد درسِ حدیث بھی ہوا کرے گا۔ حضرت دامت برکاتہم نے اپنے مصروف ترین اوقات میں سے واہ کینٹ کی اس مبارک تقریب کی سرپرستی فرمانے کے لئے وقت عطا فرمایا ہم اُن کی اس کرم فرمائی کے لئے سراپا سپاس ہیں۔ ہم حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدظلہ العالی خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ نیز حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ العالی خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے بھی ممنون ہیں کہ انہوں نے بھی اس مجلس میں تشریف لا کر ہماری ہمت افزائی فرمائی۔ ہم اپنے تمام اکابر اور معزز مہمانوں کے بھی شکرگزار ہیں۔ کہ انہوں نے دُور دراز مقامات سے تشریف لا کر ہماری مجلس کو رونق بخشی۔

آج کے مبارک اجتماع میں ہم بصمیم قلب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے قرآن وحدیث کی اِس پاکیزہ مجلس کو روز افزوں عروج نصیب فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے شیخ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہ، کے درجات بلند فرمائے کہ اُنہی کے فیضان سے یہ پُرانوار محفلیں قائم ہیں۔ اللہ تعالےٰ صاحبِ مسند حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی کی عمر صحت اور علم میں مزید برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو بھی اُن کے ارشاداتِ عالیہ سے مستفید ہو کر اپنی زندگی کے لیل و نہار قرآن وحدیث کے مطابق گذارنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین یاالٰہ العالمین۔

کلماتِ دعا و برکت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل کلماتِ دعا و برکت درج رجسٹر فرمائے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ اما بعد۔

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اُس نے ہم سب کو اپنی عظیم الشان کتاب ہدایت سے سرفراز فرمایا اور جس قدر اس کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ ہم بے بضاعت، ناتواں اور بے وسیلہ انسانوں کو اپنی عظیم وجلیل کتاب کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

گذشتہ تین برس سے یہ درسِ قرآن حکیم نہایت آن بان اور شان کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اب اس کے احسانات اور انعامات میں سے دوسری سعادت درسِ قرآن کے خدمت گذاروں کو نصیب ہو رہی ہے کہ آج سے درسِ حدیث کی باقاعدہ و باضابطہ ابتداء ہو رہی ہے۔ خدا کو منظور ہے تو درسِ قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ درسِ حدیث نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی انشاءاللہ جاری رہے گا۔ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

کتنے خوش نصیب ہیں ہمارے محترم بزرگ حضرت قاضی صاحب جو حسبۃً للہ وخالصۃً لوجہ اللہ ہر ماہ کے آخیر میں کیمل پور سے اپنی گرہ سے کرایہ خرچ کرکے اپنا قیمتی وقت صرف کرکے تشریف لاتے ہیں اور نہایت پابندیٔ وقت کے ساتھ درسِ قرآن مجید دیتے ہیں۔ اور اب انشاءاللہ درسِ حدیث بھی دیا کریں گے۔ میں اس مبارک و مسعود تقریب پر اپنے محترم بزرگ حضرت قاضی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی اُن کے خوش قسمت معاونین اور خدمت قرآن میں دامے درمے قدمے سخنے ہر حیثیت اور ہر طرح سے شریک اپنے خوش بخت و نیک نفس بھائیوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور ان کے لئے بھی بصمیم قلب دعا کرتا ہوں کہ اللہ ربّ العزت خدمت قرآن اور خدمتِ حدیث کو شرف قبول سے نوازے۔ اُن کی اور اُن کے اہل و عیال و جملہ متعلقین ومتوسلین کی نجات دارین کا ذریعہ بنائیں اور اولاً ہم سب کو پھر دنیا بھر کے مسلمانوں کو حق تعالیٰ شانہٗ قرآن حکیم اور احادیثِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظیم وجلیل برکات سے استفادہ کرنے اور ان کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

۲۲ شعبان ۱۳۸۷ھ راقم
۲۰ نومبر ۱۹۶۷ء سیہ کار احقر عبیداللہ انور

۲- حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ العالی ڈیرہ اسمٰعیل خاں خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ نے مندرجہ ذیل تحریر درج فرمائی۔

"نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ اتفاقاً لاہور سے حضرت ثانی مدظلہ العالی کے ارشاد کے مطابق واہ گیا۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی خدمتِ قرآن و حدیث کو دیکھ کر دل کو بہت مسرت و خوشی ہوئی اور منتظمین حضرات جو قرآن وحدیث کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اُس کو دیکھ کر کے دل سے دعا نکلی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کرتا ہوں کہ حضرت قاضی صاحب اور منتظمین کو زیادہ سے زیادہ قرآنِ وحدیث کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور

درجاتِ دارین نصیب کرے"۔ (سگ آستانہ عالیہ غلام رسول) (سرائے تجارت گنج ڈیرہ اسمٰعیل خاں)

۳۔ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلم خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ نے مندرجہ ذیل تحریر رقم فرمائی۔

"بندۂ ناچیز کو محترم و مکرم عثمان غنی صاحب خادم آستانۂ سلسلہ راشدیہ قادریہ و مریدِ قطبِ زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر درسِ قرآن مجید کی سالانہ تقریب کے موقع پر حاضری کا یہاں واہ کینٹ میں موقع نصیب ہؤا۔ اجتماع سے حضرت مولانا قاضی زاہد حسینی صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوری قدس سرہٗ کی محنت اور درسِ قرآن مجید کے تاثرات کا اندازہ ہؤا۔ بندۂ خطاکار دعا کرتا ہے کہ قاضی صاحب موصوف کی زندگی میں اللہ تعالےٰ برکت فرمائے اور اکابرینِ دار العلوم دیوبند کا یہ چشمۂ فیض تا قیامت جاری و ساری رہے۔ اس سلسلہ میں محترم عثمان غنی صاحب جو تحریری خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازے "آمین ثم آمین"۔ (طالب دعا ناچیز عبد اللطیف غفرلہٗ، خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم)

۴۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ، خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ نے بھی مندرجہ ذیل تحریر درج رجسٹر فرماکر ممنون فرمایا۔

"تین سال پہلے واہ کینٹ کے چند رفقاء نے اس گناہ گار کو حکم دیا کہ ہر انگریزی مہینہ کے آخری اتوار صرف ایک گھنٹہ واہ کینٹ میں ان کے ہاں درسِ قرآن دیا جائے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا مگر استاذ العلماء شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہٗ کی کرامت ہے ان کے ہر مسترشد کے دل میں خداوند قدوس نے قرآن مجید کے ساتھ عشق پیدا فرما دیا ہے۔ اس ہی کا پرتو حضرت کے دیگر خدام کی طرح احقر پر بھی کبھی پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ اس خدمت کا آغاز ہؤا۔ مگر ان حضرات کے اخلاص نے صبغۃ اللہ کا سماں باندھ دیا یہ درس اب باقاعدہ ایک دار القرآن کی شکل اختیار کر گیا۔ ہر طبقہ اور حلقہ کے احباب اس میں شریک ہوتے ہیں اور قرآنی انوار سے مشرف ہوتے ہیں۔ یہ سب ہمارے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی برکات اور ان کے حقیقی جانشین دامت برکاتہم کی دعا اور ان احباب کی محنت اور اخلاص کا اثر ہے ورنہ من آنم کہ من دانم امید ہے۔ خداوند قدوس ان دین پسند احباب کے طفیل اس گناہ گار کو بھی ظلِ قرآنی نصیب فرمائے گا۔

"واللہ الموفق والمعین"، (محمد زاہد الحسینی ۲۳ شعبان ۸۷ھ)
۲۶ نومبر ۶۷ء

داخلے

○ ——— اوکاڑہ کی مشہور و معروف دینی درس گاہ جامعہ مدینہ نزد ستلج کاٹن ملز کا داخلہ دس شوال سے آخر شوال تک جاری رہے گا بیرونی طلباء کے قیام و طعام کا جامعہ کفیل ہوگا۔

○ ——— مدرسہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ ضلع لائل پور کا داخلہ ۵ر شوال سے شروع ہے۔ لہٰذا درجۂ کتب اور قرآن کریم حفظ کرنے والے طلباء جلد از جلد داخلہ لیں۔

○ ——— مدرسہ قاسم العلوم لیہ ضلع مظفر گڑھ کا داخلہ ۱۲ر شوال سے ۳۰ر شوال تک جاری ہے تمام عربی علوم کی مدرسہ میں تعلیم دی جاتی ہے۔ طلباء کے قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہوتا ہے

○ ——— مدرسہ اشرفیہ سکھر کا داخلہ ۵ر شوال سے یکم ذی القعدہ تک جاری رہے گا۔ درس نظامی کے طلباء سے درخواست ہے کہ جلد از جلد داخلہ لیں۔ دورۂ حدیث بھی اپنی شاندار روایات کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔

○ ——— مدرسہ عربیہ احیا العلوم رجسٹرڈ عید گاہ مظفر گڑھ زیرِ تدریس الحاج حضرت مولانا محمد عمر صاحب صدر المدرسین بخاری شریف، مسلم شریف، ابو داؤد شریف شروع ہو رہی ہے۔ ۱۲ر شوال سے داخلہ شروع ہے۔

○ ——— جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی کا داخلہ ۱۲ر شوال سے شروع ہے درجہ تجوید و درجہ کتب عربیہ موقوف علیہ تک کے طلباء داخلہ کیلئے اپنی درخواستیں دے سکتے ہیں۔ تمام ضروریات کا کفیل مدرسہ ہوگا۔

○ ——— جامعہ مفتاح العلوم ملھووالی براستہ اسٹیشن چھب ضلع کیمل پور کا داخلہ شروع ہے امسال مدرسہ ہذا میں دورۂ حدیث شریف کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

○ ——— مدرسہ عربیہ دار العلوم کلورکوٹ ضلع میانوالی کا داخلہ یکم شوال سے آخر ماہ تک جاری رہے گا مدرسہ ھذا میں حفظ و ناظرہ قرآن مجید اور کتب فارسی عربی پڑھائی جاتی ہیں بہترین مدرس موجود ہیں۔ طلباء کے قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہے۔

○ ——— جامعہ اسلامیہ رجسٹرڈ مسلم آباد نزد نیا کرول شالا مار ٹاؤن لاہور کا داخلہ دس شوال سے شروع ہے قرآن کریم حفظ و ناظرہ با تجوید اور ابتدائی درس نظامی کی کتابوں کے لئے بلا معاوضہ داخلہ شروع ہے۔

○ ——— جامعہ حنفیہ سراج العلوم نزد لاہور ہوٹل فتح محمد روڈ لاہور کا داخلہ ۱۰ر شوال المکرم سے ۳۰ر شوال تک کھلا رہے گا۔

● مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کا داخلہ ۱۰ر شوال سے ۳۰ر شوال تک کھلا ہے۔

○ — جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عید گاہ روڈ ملتان کا داخلہ شوال المکرم کے آخر تک جاری رہے گا۔ ماسوائے دورہ حدیث شریف درسِ نظامی کے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کا تسلی بخش انتظام ہے۔ دینی تعلیمات کے علاوہ علوم شرقیہ فاضل فارسی اور میٹرک تک کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہے۔

○ — جامعہ عربیہ چنیوٹ کا داخلہ شروع ہے دورۂ حدیث کا بھی انتظام ہے طالبانِ حدیث پہلی فہرست میں داخلہ لیں۔

○ — جامعہ دار الفیوض کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد کا داخلہ ۲۵ر شوال تک جاری رہے گا۔ تمام کتب درس نظامی پڑھانے کا مکمل انتظام ہے۔ شائقین جلد از جلد داخلہ لیں۔

بقیہ: صلحاءِ امت کے عملی کارنامے

فلاں معتبر آدمی کے پاس جمع کرا دی جائے۔ پھر جب اپنی مسند قضاۃ پر آئے تو فرمایا کہ یہ رقم ان کو واپس کر دو اور گرجا بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔ ص ۲۳۶ ج ۱۔

حکمران طبقہ کے لئے ترکِ رشوت کے لئے کتنی بے نظیر مثال ہے۔

۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ منورہ میں بہت بڑی جماعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک بیکس اور محتاج عورت نے کچھ کہنا چاہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا حیل و حجت اس کے معروضات سننے کے لئے ایک طرف ہو گئے۔ اور کافی دیر تک بیٹھ کر اس کی معروضات سنتے رہے۔

پاکستانی حکمران اور ہر محکمہ کے ملازمین کو سید الکونین کی سیرت سے سبق لینا چاہئے۔

۷۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اِنَّ اَشْکَرَ النَّاسِ لِلّٰہِ اَشْکَرُھُمْ لِلنَّاسِ" کہ انسانوں میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ شکر گذار وہی ہے جو اپنے محسنوں کا بہت زیادہ شکر گذار ہو۔ معلوم ہؤا کہ جو انسانوں کے احسانات یاد نہیں رکھتا اور ان کا شکریہ نہیں ادا کرتا اور اللہ کا شکر گذار بندہ شمار نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا محسنین کے احسانات یاد رکھ کر ان کے ساتھ ہمیشہ نہایت اعلیٰ برتاؤ اختیار کرنا چاہئے۔ ص ۳۱۲ ج ۱۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

بہتر ہے۔

بعض کا قول ہے جو تقویٰ کی حقیقت کو پہنچ گیا اس نے اپنے دل کے لئے دنیا کی روگردانی کو آسان بنا لیا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ارشاد ہے کہ پرہیزگار و تقویٰ شعار وہ ہے جو اپنے ظاہر کو شریعت کی مخالفت کے میل سے اور باطن کو غفلت کی کثافت سے آلودہ نہیں کرتا اور ہر معاملہ میں مقام رضا پر مقیم ہوتا ہے۔

حضرت پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا ہے کہ ابتداءً تقوے کا طریقہ یہ ہے کہ بندوں کے حقوق و مطالبات سے پاک ہو جائے۔ اس کے بعد چھوٹے بڑے گناہوں سے آزادی اختیار کرے، پھر دل کے گناہوں کے ترک میں مشغول ہو کیونکہ قلبی گناہ ہی تمام گناہوں کی جڑ بنیاد ہیں۔ اور ریاء، نفاق، خودپسندی غرور، حرص، طمع، مخلوق سے امید و بیم، طلب جاہ، خواہشِ ریاست، دوسروں پر فوقیت حاصل کرنے کا جذبہ وغیرہ اعضاءِ بدن کے مختلف گناہ ـــــ قلبی گناہوں سے ہی پھوٹ کر نکلتے ہیں اور ان تمام گناہوں کے ترک کی طاقت خواہشاتِ نفس کی مخالفت کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد اپنے ارادہ کو ترک کر دینے میں مشغول ہو۔ اللہ کے حکم کی موجودگی میں خلافِ حکم کسی چیز کو پسند نہ کرے نہ اللہ کی تدبیر کے ہوتے ہوئے اپنی کوئی تدبیر چلائے نہ اللہ کی تدبیر پر اپنی تدبیر کو ترجیح دے۔ نہ اپنے رزق کے لئے کسی وجہ اور سبب کی تفتیش کرے، نہ انتظام مخلوق کے اندر اللہ کے کسی حکم پر اعتراض کرے بلکہ ہر چیز کو اللہ ہی کے سپرد کر دے اور بالکل اس کا فرمانبردار بن جائے۔ اور اپنی ذات کو اس کے سامنے ڈال دے۔ اور اللہ کی قدرت کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے شیر خوار بچہ دایہ اور دودھ پلانے والی کے ہاتھ میں، اپنے اختیار کو سلب شدہ اور ارادہ کو ضبط شدہ قرار دے۔ پس کامل نجات اسی میں ہے ـــــ اگر کوئی کہے کہ اس کے حصول کا راستہ کیا ہے تو اس سے کہہ دیا جائے کہ اس کا راستہ ہے سچے دل سے اللہ کی طرف پناہ پکڑنا، سب سے کٹ کر اُسی کا ہو جانا، اس کے اوامر و نواہی کی تعمیل کر کے اس کی طاعت کا پابند ہو جانا، اپنے آپ کو تقدیرِ الٰہی کے سپرد کر دینا، اس کے قائم کئے ہوئے حدود کی نگہداشت کرنا اور ہمیشہ اپنے حال کی نگرانی رکھنا۔ نیز تقویٰ کا اعلیٰ درجہ حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ انسان کے دل میں جو خیالات و تصورات خلوت و جلوت میں پیدا ہوتے ہیں انہیں اگر طشتری میں ڈال کر اور ہتھیلی پر رکھ کر بھی اگر کوئی شخص سرِ عام پھرے تو اسے ان خیالات و تصورات پر ندامت نہ ہو۔ یعنی دل میں کوئی فاسد یا غلط خیال سرے سے پیدا ہی نہ ہو، یہ تقوے کی اعلیٰ صورت ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسا ہی متقی اور پرہیزگار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اور ظاہر ہے اگر اسلام کے بتائے ہوئے طریق پر سارے لوگ ادنےٰ درجہ کا تقویٰ بھی اختیار کر لیں تو معاشرہ کی ساری برائیاں اور مفاسد اور انسانی زندگی کے تمام مصائب آن واحد میں ختم ہو سکتے ہیں۔ تقویٰ شعار معاشرے میں کسی قسم کی برائی اور اخلاقی گراوٹ کسی طرح راہ پا ہی نہیں سکتی۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اسلامی اصولوں کی طرز پہ زندگی گذارنے کی سعادت سے ہمکنار کرے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ : ادارتی نوٹ

راستے ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے اور اس طرح یو، پی، شمالی ہندوستان، جنوبی ہند اور بمبئی کے ہزاروں فرزندانِ توحید اور راہروانِ راہ سلوک و طریقت ان کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئے۔ چنانچہ ابھی ان کی وفات کا غم تازہ ہی تھا کہ اخباری اطلاعات سے پتہ چلا کہ استاد الکل بحرالعلوم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند بھی راہیٔ ملک جاودانی ہو گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم شیخ الہند قدس سرہ العزیز کے ممتاز اور جلیل القدر شاگردوں میں سے تھے جنہوں نے عالم اسلام کی سب سے بڑی دینی و روحانی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کی پورے پچاس سال تک تدریسی و تعلیمی خدمت سرانجام دی اور اس وقت برصغیر پاک و ہند میں کوئی مشہور عالم ایسا نہیں جس کے وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ استاذ نہ ہوں ـــــ علم و فضل اور ورع و تقویٰ میں وہ قرونِ اولیٰ کی یادگار تھے اور ان کے ساتھ حضرت شیخ الہندؒ نے جو قافلۂ علم و عمل ترتیب دیا تھا اُس کے پورے ایک قرن کی تاریخ ختم ہو گئی ہے ـــــ اللہ تعالےٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب مسلمانوں کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین!

ہماری قارئین خدام الدین سے استدعا ہے کہ وہ حضراتِ مرحومین کے لئے اور محدث عصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کے لئے جن کا تھوڑا ہی عرصہ ہوا وصال ہوا زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کریں۔

ریڈیو پر تقاریر

جانشینِ شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۶۸ء بروز جمعہ پونے چھ بجے شام ریڈیو پاکستان لاہور سے "جمہور دی آواز" میں "ہدایت دی راہ" پر تقریر فرمائینگے۔ اور ۲۶ر جنوری بروز جمعہ ۹ بجے شب ریڈیو پاکستان لاہور سے "اسوۂ حسنہ" کے موضوع پر اردو میں تقریر نشر فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

جلسۂ تقسیمِ اسناد

جامع ترتیل القرآن مزنگ اڈہ مین بازار لاہور کا سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد ۲۰ر جنوری بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء زیر صدارت استاذ الکل شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا رسول خاں صاحب دامت برکاتہم منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم شمولیت فرما رہے ہیں۔ جلسہ میں قاری محمد حسن شاہ بخاری سے روایت حفص اور سبع قرأت میں فارغ ہونے والے قراء کرام کی دستار بندی اور تقسیم اسناد کے بعد اکابر کا بیان ہوگا۔ (مہتمم جامعہ ترتیل القرآن)

ضرورت ہے

ایک مدرس صاحب کی جو شرح جامی تک درس نظامی کی تدریس اردو اور پشتو میں کر سکیں عقائد میں صلف صالحین کے متبع ہوں۔

ایک مقری صاحب کی جو قاری کلاس کو پڑھا سکیں۔

ایک قاری صاحب کی جو باتجوید حفظ کرا سکیں۔ پتہ ذیل پر یاد فرمائیں :۔ ناظم جامعہ مدنیہ۔ کیمبل پور۔

ضروری اطلاع

"ریشمی رومال" کے نام سے جو کتاب عبدالرحمٰن نامی کسی شخص نے شائع کی ہے اور اس کا مصنف حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو ظاہر کیا گیا ہے یہ کتاب حضرتؒ کی تصنیف نہیں ہے اس کے متعلق تفصیل آئندہ شائع ہوگی۔ قارئین مطلع رہیں۔

بقیہ: چند انمول نصائح

جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے میں نے کبھی ان کو ترک نہیں کیا۔ اور جن کاموں سے خداوند تعالےٰ نے منع فرمایا ہے میں نے کبھی وہ کام نہیں کئے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے دو چیزیں عطا فرمائیں (۱) جب کبھی اس سے کوئی سوال کیا وہ پورا فرمایا۔ (۲) اور جب اس سے پناہ چاہی (کسی بھی چیز سے، شر سے، پریشانی سے، بیماری سے وغیرہ) تو اس نے مجھے پناہ دی۔ —— اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا، اللہ اس کی بات رد نہیں کرتا۔

باقی آئندہ بیان ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں محرمات سے کنارہ کش رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

بقیہ: بچوں کا صفحہ

ایسا ہے جیسا تم نے اس پر صدقہ کیا ہو رسولِ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے جو شخص طلب کرنے میں کسی تنگدست پر آسانی کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس پر دنیا و آخرت کی تنگیوں میں آسانیاں پیدا کر دے گا۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔ ایک شخص سے مرتے وقت فرشتوں نے دریافت کیا۔ تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے یاد نہیں۔ پھر پوچھا گیا۔ یاد کرو۔ شاید کوئی اچھا کام کیا ہو۔ اس پر اس نے کہا۔ میں ایک تاجر آدمی تھا میں نے اپنے کارندوں کو حکم دے رکھا تھا کہ تنگ دست مقروض کو مہلت دے دیا کرنا اور مالدار مقروض سے سختی نہ کرنا۔ اللہ تعالےٰ کی جانب سے فرشتوں کو حکم ہوا۔ تم بھی اس بندے سے نرمی کرو۔ اور سخت برتاؤ نہ کرنا۔

رحمتِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جو شخص غریبوں مفلسوں کی امداد کرتا ہے اس کو قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ تعالےٰ سائے میں لے گا۔

● مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ کا داخلہ ۲۵ شوال تک جاری رہے گا۔

دار العلوم فاروقِ اعظم

مولانا سید احمد شاہ بخاری نے بٹوارہ چھوڑ کر سرگودھا شہر میں سکونت اختیار فرمائی ہے۔ اور ایک دینی درس گاہ قائم کی ہے جس کا نام دار العلوم فاروقِ اعظم ہے۔ دس تاریخ شوال سے داخلہ شروع ہے۔ عربی، فارسی، صرف و نحو قرآن و حدیث کی تعلیم کا صحیح انتظام ہے اس مدرسہ کی تمام تعلیم میں تحفظ ناموس صحابہ کرام کی تربیت لازمی ہے جو اس دار العلوم کی ملک بھر میں خصوصیت ہے۔ فی الحال چار مدرس کام کر رہے ہیں۔ تعمیرات کے سلسلہ میں سترہ کمروں کی سخت ضرورت ہے جن میں سے ابھی تک صرف ایک کمرہ تعمیر ہو سکا ہے۔ اسلامی تعلیم کے ہمدردوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ دار العلوم کے تعمیری کاموں میں دل کھول کر حصہ لیں۔ اور اپنے زکوٰۃ اور فطرہ کی رقمیں مندرجہ ذیل پتہ پر منی آرڈر کریں۔

ناظم دار العلوم فاروقِ اعظم محمد قاسم بخاری بی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

طلباءِ تجوید کے لئے سنہری موقع

ادارہ تجوید القرآن پشاور کے زیرِ اہتمام مسجد دلاور خاں محلہ باقر شاہ۔ بازار کلاں پشاور میں شعبہ تجوید (قاری کلاس) جاری ہے جس کی سرپرستی الحاج قاری محمد تقی الاسلام صاحب فاضل قرأت عشرہ فرما رہے ہیں۔ یہ ادارہ ۱۹۶۵ء میں قائم ہوا تھا جس کے تحت مختلف مقامات میں تیرہ مدارس قرآنیہ چل رہے ہیں جن میں تقریباً ۸۰۰ سو طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ ان مدارس میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ، تجوید کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ نیز دیگر مدارس کے پڑھے ہوئے حفاظ بھی داخل ہو کر صحت لفظی کی کمی کو پورا کر رہے ہیں۔ شعبۂ تجوید (قاری کلاس) میں مزید داخلہ ۷ شوال سے شروع ہوگا۔ داخلہ درج ذیل شرائط پر ہوگا۔

(۱) مکمل حافظ قرآن ہو۔ (۲) اردو بولنے اور پڑھنے پر قدرت حاصل ہو۔ شعبہ تجوید (قاری کلاس) میں بیرونی طلباء کو ماہانہ ۳۰/- روپیہ وظیفہ دیا جائے گا۔

المعلن حاجی رحمت اللہ ناظم ادارہ تجوید القرآن محلہ باقر شاہ پشاور

اپیل

مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن رحیم ڈشکر گڑھ بیادگار قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بے سروسامان کے باوجود دین و اسلام کی خدمت سرانجام دے رہا ہے جہاں شرک و بدعت عام ہے۔

ادارہ کے سرپرست جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ہیں۔ مد زکوٰۃ، صدقات وغیرہ کے ذریعہ مدرسہ کی امداد فرمائیں۔ مدرسہ کا اکاؤنٹ نمبر ۶۳۴/۸ نیشنل بنک شکر گڑھ ہے۔

عبد الرحیم ناظم مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن رحیم ڈشکر گڑھ۔

خصوصی رعایت

قولُ المفید فی ذوقِ تجوید (تصنیف قاری منیر احمد ...) کی رمضان المبارک میں دی ہوئی رعایت میں مزید ایک ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے یہ توسیع جشنِ نزولِ قرآن منانے کی وجہ سے کی گئی ہے۔ مخیر حضرات سے استدعا ہے کہ وہ دینی خدمت کے پیشِ نظر زیادہ سے زیادہ مذکورہ کتاب کو خرید کر عوام الناس میں مفت تقسیم فرمائیں۔ ایسا کرنے والے حضرات کو مزید رعایت دی جائے گی۔ گویا اب مقامی حضرات ڈیڑھ روپے کی بجائے دس آنے (۶۲ نئے پیسے) اور بیرونی حضرات ۷۵ نئے پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مطالعہ فرما سکتے ہیں قول المفید فی ذوقِ تجوید ہر عورت اور مرد کے لئے بیحد مفید اور قابلِ دید ہے واضح رہے کہ مذکورہ کتاب بذریعہ پوسٹ آرڈر وی۔ پی یا بیرنگ کی صورت میں نہیں بھیجی جائے گی۔ جلد اس پتہ پر رجوع فرمائیں۔

ہاشمی جنرل سٹور رحمان پورہ، اچھرہ لاہور

مہری نماز

ازمولانا علامہ ادریس صاحب انصاری

سوچ کر جواب دیجئے؟

س: صبح کی نماز کیوں فرض ہوئی؟ (س) مغرب کی نماز مقرر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ (س) نماز کے لئے عصر کا وقت کیوں مقرر ہوا؟ (س) نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا کیوں ضروری ہے؟ (س) نماز میں ہاتھ باندھ کر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ (س) نماز کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ (س) نماز کی ابتداء اللہ اکبر کے ساتھ کیوں کی گئی؟ (س) نماز میں الحمد کیوں پڑھی جاتی ہے؟ (س) سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کیوں مقرر ہوا؟ (س) نماز کے شروع میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے؟ (س) ایک سجدے کے بعد بیٹھنے میں کیا حکمت ہے؟ (س) رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے میں کیا مصلحت ہے؟ (س) امام ظہر میں قرآن آہستہ اور مغرب عشاء اور فجر میں بلند آواز سے کیوں پڑھتا ہے؟ (س) نماز کے اختتام پر سلام کا لفظ کیوں مقرر ہوا؟

نماز کے متعلق یہ سوالات اور اس قسم کے دوسرے جوابات اگر سمجھ میں نہ آئیں تو آج ہی "مہری نماز" منگا کر حل کر لیجئے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے کاغذ سفید، کتابت طباعت آفسٹ۔

محمود الحسن، نور محمد ناشران و تاجران کتب ۱۴ بی شاہ عالم لاہور

سالانہ جلسہ

مدرسہ مفتاح العلوم بھی کا سالانہ جلسہ انشاء اللہ تعالےٰ ۱۶-۱۷-۱۸ ذی القعدہ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸ فروری بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوگا جس میں چیدہ چیدہ علمائے کرام اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو مستفید فرمائیں گے۔ مولانا محمد ہاشم صاحب مہتمم مدرسہ ہذا۔

تلاش گمشدہ

عزیزم عبد المجید انور! تمہارے لفافے مل چکے ہیں۔ تمہارے ماموں عبد القیوم فوت ہو گئے ہیں۔ تمہاری ہمشیرہ نسیم اختر سخت بیمار ہے۔ تم فوراً آجاؤ یا اپنا پورا پتہ لکھوا ہم تمہارے سب مطالبات پورے کرینگے۔"

(مولوی) غلام نبی عربی معلم ہائی سکول چک ۱۳۸ جھاوریاں ضلع سرگودھا

بچوں کا صفحہ

نیک اعمال

محمد سلیم ضیاء۔ لاہور

عزیز بچو! یاد رکھو، انسان کے تمام اعمال کا دار و مدار نیّت پر ہے۔ نیّت ہیں ہی فرق آنے سے عمل کے احکام بدل جاتے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ ہر شخص جو کچھ بھی عمل کرے۔ اپنی نیّت پر نظر رکھے اور اسے درست رکھنے کی کوشش کرے۔ ورنہ نیّت کا کھوٹ اچھے اچھے کام کو تباہ کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔ اعمال کا دار و مدار نیّت ہی پر ہے۔

علم علم یعنی جاننا ہی در اصل ان تمام کاموں کا سرچشمہ ہے۔ جس سے انسان دیگر حیوانات کی بہ نسبت ممتاز ہو کر اشرف المخلوقات کہلانے لگا ہے۔ اس لئے کہ عبادات اور دیگر احکام کی بجا آوری اور نواہی سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے۔ جب تک ان کے متعلق واقفیت اور علم حاصل نہ ہو جائے۔

ذیل میں بطور نمونہ چند وہ نیک اعمال بیان کئے جاتے ہیں جن پر کاربند رہنا ضروری ہے:۔

نماز صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کی مجلس میں ایک موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کسی شخص کے گھر کے قریب ہی اگر صاف و شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ شخص اس نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل رہے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) پانچ بار نہانے سے میل کہاں رہ سکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس طرح پانچ بار غسل کرنے والے کے بدن پر میل نہیں رہ سکتا اسی طرح پانچ بار نماز پڑھنے والے کے ذمے کوئی خطا نہیں رہتی۔

مزید فرمایا۔ یاد رکھو، نماز خطاؤں کو مٹا دیتی ہے۔

ایک صحابی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خشک ٹہنی کو زور سے ہلایا۔ اس میں جتنے پتّے لگے ہوئے تھے۔ سب جھڑ گئے۔ پھر فرمایا۔ جس طرح اس خشک ٹہنی کے پتّے جھڑ گئے ہیں بالکل اسی طرح نماز پڑھنے والے کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔ عصر اور فجر کی نماز پڑھنے والے آگ میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ سب سے بہتر عمل کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "نماز" پورے تین بار پوچھنے پر آپؐ نے یہی جواب دیا۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز کا درجہ تو دین میں ایسا ہے جیسے انسان کے جسم میں سر کا۔ یعنی نماز کا درجہ سب سے اونچا ہے۔

سوال سے بچنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مجھ سے وعدہ کرے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا تو میں ایسے شخص کے لئے جنت کا ضامن ہونے کے لئے تیار ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کبھی فاقہ پیش آیا اور اس نے لوگوں سے سوال کرنا شروع کر دیا تو اس شخص کا فاقہ کبھی دور نہ ہوگا۔

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود کچھ عنایت فرما دیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک دن عرض کیا۔ حضورؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اسے دے دیا کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو چیز بغیر مانگے مل جائے وہ لے لیا کر۔ جو بغیر مانگے نہ ملے اس کی تاک جھانک نہ کرو۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہتر کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا جائے۔ اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہی کسب سے کھایا کرتے تھے۔

محتاج کی حاجت روائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی کو روپیہ پیسہ قرض دیا یا کسی بھٹکے کو راستے پر لگا دیا تو ایسے شخص کو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ کسی محتاج کو قرض دینے کا ثواب

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

قرآن

محمد اقبال شاہین، ملتان

صداقت کی باتیں بتاتا ہے قرآں
کہ فرمان باری سناتا ہے قرآں

جہالت کا نقشہ مٹا کر دلوں سے
ہدایت کا رستہ دکھاتا ہے قرآں

جو راہِ حقیقت سے بھٹکے ہوئے ہیں
انہیں سیدھا رستہ دکھاتا ہے قرآں

شرافت، صداقت، دیانت ہیں موتی
یہ موتی ہمیشہ لٹاتا ہے قرآں

عمل نیک کرتے ہیں دائم جو اُن کو
بشارت اِرم کی سناتا ہے قرآں

مبارک ہے ہر روز اس کی تلاوت
کہ رحمت کے دریا بہاتا ہے قرآں

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ ۲۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GMR/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

انوارِ ولایت و مقاماتِ ولایت

سیّد الاولیاء حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہٗ کی مبارک زندگی کے مکمل حالات از ولادت سعید یا وفات حسرت آیات کا مطالعہ اگر مقصود ہو تو انوارِ ولایت پڑھئے اور اگر آپ کے علمی و عملی کمالات مجاہدانہ کردار، ہادیانہ روش اور عارفانہ کشف و کرامات کو کتاب و سنت کے ظہور قدسی میں دیکھنا ہو تو مقاماتِ ولایت آج ہی خریدیئے۔ ہر دو کتب حضرت مولانا قاری عبید اللہ انور مدظلہ العالی جانشین شیخ التفسیر کی مصدقہ ہیں۔

انوارِ ولایت بلا جلد ۳/۵۰	مقاماتِ ولایت مجلد -/۷
مقاماتِ ولایت " " -/۹	ہر دو کتب کا مجلد سٹ -/۱۰

محصول ڈاک: بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ: دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

تجیشیہ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

فون نمبر ۴۹۶۶

صادق

صادق انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ (ویسٹ پاکستان)
بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ رعایتی ۲/۲۵ روپے، محصول ڈاک ۱/ روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہو گی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیراں والا دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا